ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

تار کا پتہ الفضل قادیان

الفضل قادیان

THE ALFAZL QADIAN.

ایڈیٹر: غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۶۰	مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۳۲ء یوم پنجشنبہ	مطابق ۱۷ رجب ۱۳۵۱ھ	جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت اگرچہ پہلے کی نسبت اچھی ہے۔ لیکن ابھی کامل افاقہ نہیں ہوا۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لیے دعا فرمائیں۔

نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ ماسٹر محمد طفیل خان صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ کی صاحبزادی مریم بیگم صاحبہ کا ایک طویل علالت کے بعد ۱۳۔ نومبر حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحومہ عام قبرستان میں دفن کی گئیں۔ احباب مرحومہ کے لیے جس کی زندگی خدمت دین کے لیے وقف تھی۔ دعائے مغفرت کریں۔

مولوی جلال الدین صاحب شمس کا یتیم بھتیجا رشید احمد ۱۰۔ نومبر بعد دو دن بخار اور سرسام سے بیمار رہنے کے بعد فوت ہو گیا۔ مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالےٰ ہر قسم کی لذات حلال ذریعہ سے عطا کر سکتا ہے

(فرمودہ ۱۷۔ نومبر ۱۹۰۲ء)

فرمایا "خدا کی لہریں ہیں۔ وہ جس پر چاہے۔ اپنا فضل کر دے۔ انسان کی غلطی ہے۔ جو اِدھر اُدھر بھٹکتا۔ اور ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ انسان جس قدر لذات کا طالب ہے۔ خدا تعالےٰ اس کو حلال ذریعہ سے عطا کر سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے خلق اسباب میں جو وہ اپنے بندوں کے لئے کرتا ہے۔ عجب مزا آتا ہے"۔

(الحکم ۲۴۔ نومبر ۱۹۰۲ء)

... کا ایک مضمون ذکر حبیب پر پڑھ کر سنایا گیا:-

تبلیغی رپورٹ

اَلْجَمَاعَةُ الْاَحْمَدِیَّةُ فِی الدِّیَارِ الْعَرَبِیَّة

تبلیغی رپورٹ بابت ماہ اگست ۱۹۳۲ء

انفرادی تبلیغ

ایام زیر رپورٹ میں دار التبلیغ میں ۶۵۔ اشخاص آئے جن کو باقاعدہ تبلیغ کی گئی۔ پچاس غیر احمدی اور پندرہ عیسائی تھے۔ اس کے علاوہ میں نے لوگوں کے مکانوں پر جاکر جن کو تبلیغ کی۔ ان کی تعداد ۱۶ ہے۔ ۸۔ مسیحی اور ۸۔ غیر احمدی۔ احباب جماعت کی مساعی بھی اس ضمن میں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جزاھم اللہ۔

بیرونی وتحریری تبلیغ

اس عرصہ میں دمشق۔ حمص۔ بیروت۔ قاہرہ۔ غزہ میں احباب جماعت اور بعض غیر احمدیوں کو خطوط لکھے۔ سوالات کے جوابات دیئے تبلیغ کے لئے تحریک کی۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے قریباً ہر جگہ دوست مقدور بھر کوشش کر رہے ہیں۔ بیروت میں ہمارے نو احمدی دوست علی برکات کی دوکان ایک تبلیغی مرکز ہے۔ انہی دنوں ایک مرتبہ مناظرہ بھی ہوا۔ برجا علاقہ لبنان میں ایک نئی جماعت قائم ہوئی ہے۔ جس کے نتیجہ میں مخالفت بھی ہے۔ اور تبلیغ بھی جاری ہے۔ شیخ عبدالرحمٰن برجاوی ایک سرگرم کارکن ہیں۔ مصر میں سید منیر آفندی اور احباب انفرادی تبلیغ کرتے ہیں۔ ایک شیخ سے مباحثہ بھی ہو چکا ہے۔ دمشق اور حمص کے دوست بھی حتے الوسع اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔

تربیت جماعت

خطبہ جات اور درس قرآن مجید کے علاوہ انفرادی طور پر بھی تربیت کا خاص خیال رکھا گیا۔ خصوصاً نوجوانوں اور نئی پود کی تربیت کا۔ امید افزا نتائج نکل رہے ہیں۔

مناظرات

اس ماہ میں تین قابل ذکر مناظرات ہوئے ہیں۔ (۱) ایک یہودی سے ڈیڑھ گھنٹہ تک "آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی بائیبل میں" پر گفتگو ہوئی۔ آخری جواب اس کا یہی تھا۔ کہ ہم تو ابھی آسمان سے ایلیاہ کے منتظر ہیں۔ جب تک وہ نہ آلے۔ ہم کسی کو نہ مانیں گے۔ (۲) ایک معلم رشدی نامی سے وفات مسیح اور سلسلۂ احمدیہ پر دو گھنٹہ تک باقاعدہ مناظرہ ہوا۔ استدلال صرف قرآن مجید سے کرنا تھا۔ وفات مسیح کے متعلق تو دوسری باری ہی میں اقرار کر لیا۔ کہ مسیح کی زندگی کا ثبوت میں قرآن مجید سے نہیں دکھا سکتا۔ سلسلہ کا لٹریچر بغور مطالعہ کرنے کا وعدہ کر گئے ہیں۔

(۳) بغداد کے مشہور پادری الانستاس الکرملی جو عیسائیوں میں بہت بڑے عربی دان اور ماہر دینیات سمجھے جاتے ہیں۔ حیفا میں آئے۔ اُن سے ملاقات کا وقت مقرر کیا۔ اور میں لاتین کے گرجا میں گیا۔ وہاں پر ۸۔ ۱۰۔ نوجوان مسیحی۔ اور تین دیگر پادری بھی تھے۔ سلسلہ کلام ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ موضوع کلام احمدیت کی خصوصیات الوہیت مسیح۔ مسیح کی صلیبی موت۔ طبعی موت اور صداقت نبوی تھے۔ ہر دفعہ جواب سے عاجز آکر وہ موضوع بدل لیتے۔ مگر یہ اللہ تعالےٰ کی خاص نصرت تھی۔ کہ وہ بالکل لاجواب ہو گئے۔ اور آخر گفتگو سے انکار کر دیا۔ احمدیہ عقائد اور دلائل کو سُنکر ان کی حالت بالکل متغیر ہو گئی لہجہ بدل گیا۔ فصیح زبان کی بجائے عامیانہ الفاظ استعمال کرنے شروع کر دیئے۔ اللہ تعالےٰ نے زبان دانی میں بھی اُن پر غلبہ عطا فرمایا۔ جب ہم واپس آئے۔ تو دو مسیحی نوجوان دوڑتے ہوئے ہمارے پاس آئے۔ اور کہا۔ کہ اگرچہ ہم متعصب مسیحی ہیں۔ مگر آپ کو مبارکباد دیتے ہیں۔ سچ یہ ہے۔ کہ الاب انستاس سے کوئی جواب بن نہیں پڑا۔ اس کو خیال تھا۔ کہ زبان کے لحاظ سے آپ کو مغلوب کر لے گا۔ مگر اس کا یہ خیال بھی غلط نکلا۔ الحمد للہ۔ ثم الحمد للہ۔

اسی عرصہ زیر رپورٹ میں ایک مسیحی نوجوان سے الوہیت مسیح کے متعلق دلچسپ گفتگو ہوئی۔

دو عام اجتماع

اس مہینے کے ابتدا میں ایک احمدی دوست الشیخ سلیم الربانی کا نکاح ہوا۔ اور یہ پہلا رشتہ ہے۔ جو فلسطین میں احمدی لڑکے اور احمدی لڑکی میں ہوا۔ اس موقعہ پر احمدی احباب اور غیر احمدی دوست بھی جمع تھے۔ عام گفتگو کے علاوہ ایک شیخ غیر احمدی سے احمدیہ عقائد پر سلسلۂ کلام جاری رہا۔ جسے حاضرین نے توجہ اور دلچسپی سے سُنا۔

۲۸۔ اگست کو خاکسار نے سب احمدی اور بعض غیر احمدی دوستوں کی دعوت کی۔ بعد ازاں اس موقعہ پر چار دوستوں نے یکے بعد دیگرے مختصر تقاریر کیں۔ اخیر پر خاکسار نے "تربیت جماعت اور احمدیت کی حقیقت" کے عنوان پر ایک گھنٹہ تقریر کی۔ پھر ایک دمشقی تعلیم یافتہ تاجر سے تین گھنٹے تک سوال وجواب کا سلسلہ جاری رہا۔ اس دوست کے آخری الفاظ یہ تھے۔ "واللہ ان دعوتکم لحق" بخدا آپ کی دعوت برحق ہے۔ الحمد للہ۔

بیعت

عرصہ زیر رپورٹ میں کبابیر کے الشیخ عباس نے جو پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ بیعت کی ہے۔ خدا تعالےٰ استقامت اور اخلاص بخشے۔ آخر میں بالآخر احباب جماعت سے خاص طور پر دعا کرنے کی التجا کرتا ہوں۔

خاکسار اللہ دتا۔ جالندھری۔ از حیفا

مقدمہ بہاولپور

مقدمہ بہاولپور میں غیر احمدی علماء کے جواب میں مولوی جلال الدین صاحب شمس نے جو تفصیلی بیان دیا ہے۔ وہ کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ جس کی قیمت فی جلد قسم اول ۱۰؍ اور قسم دوم ۸؍ ہے۔ بکڈپو قادیان سے منگائیں۔ جو احباب تبلیغی غرض سے یا اس [illegible] زائد قیمت کی منگائیں گے انہیں [illegible] رعایت دی جائے گی۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

"زمیندار" کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں شمولیت

بابو الہداد صاحب احمدی کراچی سے لکھتے ہیں:-

اخبار "زمیندار" کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک نشان ظاہر ہوا ہے۔ یہاں ایک اسّی سالہ عمر کے ایک صاحب طبابت کا کام کرتے ہیں۔ انہوں نے بتایا۔ کہ جس دن امرتسر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چائے پینے پر فساد مچا۔ تو ایک شخص نے آپ پر کرسی پھینکنے کی بھی کوشش کی۔ میں چونکہ پاس ہی بیٹھا تھا۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بجائے کرسی میرے سر پر لگی۔ اور خون بہہ نکلا (چوٹ کا نشان اب بھی موجود ہے) اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اس شخص نے تمہارا کیا بگاڑا تھا۔ کہ اسے زخمی کر دیا۔

یہ صاحب کئی دن سے بیمار تھے۔ اگرچہ احمدیت کے متعلق اچھے خیالات رکھتے تھے۔ مگر جماعت میں داخل نہیں تھے۔ اور مسئلہ نبوت میں انہیں زیادہ اختلاف تھا۔ انہوں نے بتایا۔ کہ ۱۲۔ اکتوبر کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خواب میں نظر آئے۔ اور فرمایا۔ تم اپنا علاج آپ کرو۔ نیز فرمایا۔ ۲۴۔ کو تم احمدی ہو جاؤ گے۔ میں نے عرض کیا۔ وہ کس طرح۔ فرمایا۔ زمیندار کے ذریعہ۔ میں نے کہا۔ وہ تو سراسر ظلمت ہے۔ فرمایا۔ تم کو ظلمت میں سے ہی نور ملے گا۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ صبح سے میں نے اپنا علاج آپ شروع کیا۔ اور خدا کے فضل سے رُو بصحت ہوں۔ ۲۴۔ کو "زمیندار" کا ایک پرچہ منگایا۔ اس میں بہاولپور کے مقدمہ کے متعلق ایک مضمون درج تھا۔ جس میں یہ روایت درج تھی۔ کہ حضرت عائشہ رضنے فرمایا۔ قولوا انہ خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ۔ یہ پڑھتے ہی معاً میرے دل میں لانبی بعدہ کی یہ تفہیم ہوئی۔ کہ بعد سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کا وہ زمانہ ہے۔ جب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لائی ہوئی صحیح تعلیم پر لوگ چلتے رہیں گے۔

اس طرح انہیں احمدیت میں داخل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتے۔ تو رو پڑتے۔ اور فرماتے۔ میں نے اپنی عمر یوں ہی ضائع کی۔

درخواست دعا

شیخ محمد بشیر صاحب آزاد وصایا کرانے میں خاص طور پر دلچسپی لیتے ہوئے احمدی اصحاب کو اس نیکی کی طرف ترغیب دے رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے خاندان کی چند وصایا کوشش سے ارسال فرمائی ہیں۔ احباب کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ شیخ صاحب موصوف کی دینی و دنیاوی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ سکرٹری مقبرہ بہشتی۔ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۶۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

مسلمانوں کے خلاف ڈاکٹر نارنگ کا اظہار غیظ و غضب

اور

حکومت سے مادرانہ رحم و محبت کی التجا

کونسل سے واک آؤٹ

جس دن سے وزیر اعظم نے فرقہ وار فیصلہ کا اعلان کیا ہے پنجاب میں سکھ کھلم کھلا۔ اور ہندو ان کی آڑ لے کر حکومت اور مسلمانوں کے خلاف جس غیظ و غضب کا اظہار کرتے چلے آرہے تھے۔ اس کا عملی رنگ میں مظاہرہ انہوں نے ۷۔ نومبر کو پنجاب کونسل میں جب کہ بقول ان کے انہیں "اولین موقعہ حاصل ہوا"۔ اس طرح کیا۔ کہ اٹھارہ سکھ و ہندو ارکان کونسل اجلاس سے اٹھ کر باہر چلے آئے۔ مگر انہوں نے یہ ایسا بھونڈا اور غیر معقول طریق عمل اختیار کیا۔ کہ جو ان کے لئے مضحکہ خیزی کا پورا پورا سامان مہیا کرنے اور ان کے بلند بانگ دعاوی کے چہرہ سے نقاب کشائی کرنے کا موجب بن گیا۔ ہندوؤں نے تو جو کچھ کیا۔ اپنی سابقہ روایات اور قومی خصوصیات کے مطابق کیا۔ لیکن ان سکھوں کو کیا ہو گیا جن کی جنگی کونسل گزشتہ صاحب کو سامنے رکھ کر انہیں یہ حکم دے چکی تھی۔ کہ وہ فی الفور کونسل کی ممبری سے مستعفی ہو جائیں۔ ورنہ انہیں سکھ دھرم سے خارج کر دیا جائے گا۔

ہندو اور سکھ وزیر کا رویہ

باوجود اس کے کہ اٹھارہ ہندو اور سکھ ارکان نے جنہوں نے واک آؤٹ میں حصہ لیا۔ اس قدر احتیاط مدنظر رکھ لی ہے۔ کہ جب ان کا دل چاہے گا۔ خاص خاص موقعوں پر کونسل کی بحث میں حصہ لینے کے لئے تشریف لے آئیں گے۔ پھر بھی وہ اس بھونڈے مظاہرہ میں تمام سکھوں اور تمام ہندو ارکان کونسل کو شریک نہ کر سکے انہوں نے اپنے وزراء اور نائب صدر سے تو اس فیصلہ میں شریک ہونے کے لئے درخواست کرنے کی بھی جرأت نہ کی۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ سکھ اور ہندو وزیر پانچ پانچ ہزار ماہوار تنخواہ کی قربانی کسی صورت میں بھی گوارا نہ کریں گے۔ اور گو ہندو وزیر اس فیصلہ کو "زہر کا پیالہ" قرار دے چکا ہے۔ جس کے خلاف اظہار ناراضی کے طور پر ہندو ارکان کونسل نے واک آؤٹ کیا۔ اور سکھ وزیر اس کے متعلق یہ اعلان کر چکا ہے۔ کہ "ملک معظم کی حکومت کے فیصلہ سے برطانوی گورنمنٹ کے انصاف اور معقولیت سے سکھوں کا اعتماد اٹھ گیا ہے۔" تاہم ناممکن تھا۔ کہ وہ اپنی پارٹیوں کا ساتھ دیتے۔ اس وجہ سے انہیں تو خود ہی "مستثنیٰ" قرار دے دیا گیا۔ لیکن وہ اپنے جیسے دوسرے ارکان کونسل کو بھی ہمنوا نہ بنا سکے۔

بھونڈا مظاہرہ

پنجاب کونسل میں ہندوؤں اور سکھوں کے منتخب ارکان کی تعداد ۳۷ ہے۔ ان میں سے ۲۸۔ کونسل میں موجود تھے۔ لیکن صرف ۱۱۔ ہندو اور ۷۔ سکھ فرقہ دار اعلان کے خلاف بطور احتجاج واک آؤٹ کر سکے۔ گویا ان کی تعداد کل ارکان کی پچاس فیصدی سے بھی کم رہی۔ اور جو ارکان کونسل میں حاضر تھے۔ ان کے مجموعہ کا چھیاسٹھ فیصدی تھی۔ یہ ہے ان کے مظاہرہ کی حقیقت۔

ہندو اور سکھ وزراء کے مطالبات نامنظور

ہندو اور سکھ وزیر پر ان کی پارٹیوں کے ان ارکان نے جنہوں نے واک آؤٹ کی پالیسی اختیار کی۔ اپنے ساتھ شرکت کی تکلیف نہ دے کر جو احسان کیا۔ اس کا بدلا ان وزراء نے اس طرح دیا۔ کہ زبانی طور پر انہوں نے اس طریق عمل کی پُرزور حمایت کی۔ لیکن دوسرے ہی دن جب وہ کونسل ہال میں پہنچے۔ تو ان پر واضح ہو گیا۔ کہ ایک طرف کونسل سے عدم تعاون کرنے والوں کی حمایت کرنا اور دوسری طرف وزارتوں کی کرسیوں سے چمٹے رہنا ان کے لئے اتنا آسان نہیں۔ جتنا انہوں نے سمجھ رکھا ہے۔ اس کے لئے یا تو ان کو اسی حکومت کے مقرر کردہ گورنر کے آگے ناک رگڑنے پڑیں گے جس کے وزیر اعظم کے فیصلہ کو زہر کا پیالہ کہا گیا اور جس پر سے اعتماد کے اٹھ جانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ یا پھر انہی لوگوں کا ساتھ دینا پڑے گا۔ جن کی زبانی طور پر تو بڑے زور شور سے حمایت کی گئی لیکن عملی طور پر ان کا ساتھ دینے کی جرأت نہیں کی جاتی۔ چنانچہ ۸۔ نومبر کے اجلاس میں ان دونوں وزیروں نے جتنے مطالبات پیش کئے۔ وہ سب کے سب اس بناء پر مسترد کر دیئے گئے۔ کہ ایوان کے اس حصہ کو جس کی تائید سے وہ اپنے مطالبات منظور کرانا چاہتے تھے۔ ان دونوں وزراء پر کوئی اعتماد نہیں۔ اور وہ اپنی ناراضی اور عدم اعتماد کے اظہار کے طور پر ان کے مطالبات نامنظور کرتے ہیں۔

ہندو وزیر کی دو رنگی

یہ حالت دیکھ کر ڈاکٹر گوکل چند نارنگ وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ آپے سے باہر ہو گئے۔ اور انہوں نے ایسی تقریر کی۔ کہ اس کا جس قدر مسلمانوں سے متعلق تھا۔ وہ تو غیظ و غضب کا افسوسناک مظاہرہ تھا۔ اور جس قدر حصہ حکومت سے تعلق رکھتا تھا۔ اس میں وہی نیازمندی۔ اور برطانوی عدل و انصاف پر اعتماد کا اظہار تھا۔ جو بڑے سے بڑے قوم پرست ہندو کا ایسے وقت میں خاصہ ہوتا ہے جبکہ وہ ذاتی اغراض و مقاصد پر سارے ہندوستان کی آزادی کو بھی قربان کر دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ ہندو پریس ڈاکٹر نارنگ کی اس تقریر کو "شیر کی گرج" قرار دے رہا ہے۔ اسے "نعرۂ حق" بتا رہا ہے۔ اور ہر قسم کے تعریفی الفاظ اس کے متعلق استعمال کر رہا ہے۔ لیکن اس بات کو کلیۃً نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ کہ یہی "شیر" جس نے مسلمانوں کے خلاف اس قدر درندگی کا ثبوت پیش کیا کہ اسے مسلمانوں کی کسی شکایت کی پرواہی نہیں۔ اور اس نے اپنے محکموں کے متعلق مسلمانوں کی چیخ و پکار کی پروا کرنی چھوڑ دی ہے، نیز جس نے مسلمانوں کو یہ چیلنج دے دیا۔ کہ آپ چھپن فیصدی کیا ستر فیصدی ہونے کے باوجود بھی آئین کو نہیں چلا سکیں گے۔ وہ حکومت کے سامنے کس طرح بھیگی بلی کے روپ میں ظاہر ہوا ہے۔ اور اپنے سمیت تمام ہندوؤں کو دودھ پیتا بچہ کی حالت میں پیش کر رہا ہے۔

مسلمانوں کی شکایات ردی کی ٹوکری میں

ڈاکٹر نارنگ نے مسلمانوں کے متعلق تو کہدیا کہ

"پہلے میں تمہارے اعتراضات کو وقعت کی نگاہ سے دیکھا کرتا تھا۔ اور جب کبھی کسی مسلم اخبار میں کوئی شکایت شائع ہوتی تھی۔ تو اس کی تحقیقات کرایا کرتا تھا۔ لیکن تجربہ نے مجھے بتایا۔ کہ ان شکایات کو راستی سے وہی نسبت ہے۔ جو جھوٹ کو سچ سے۔ اور تاریکی کو روشنی سے۔ اس لئے میں نے شکایات کو ردی کی ٹوکری میں ڈالنا شروع کر دیا۔ اور اب میں تمہارے اخبارات کے اعتراضات کی کوئی پروا نہیں کرتا۔" (پرتاپ ۱۳۔ نومبر)

سرکار انگریزی کو اعتماد کا سرٹیفکیٹ

لیکن جب گورنمنٹ کے سامنے اپنی پارٹی کے رویہ کی تشریح کرنے

کی ضرورت پیش آئی۔ تو سارا جوش ہوا ہو گیا۔ سارا غصہ دُور ہو گیا۔ اور نہایت مودّبانہ انداز میں فرمایا:۔

"ہم کمزور ہیں۔ اور میرے غیر حاضر دوستوں نے جو طریق اختیار کیا ہے۔ وُہی باعزت اور آئینی طریق ہے۔ جو کمزور پارٹی اختیار کر سکتی ہے۔ واک اوٗٹ کمزوروں کا ہتھیار ہے۔ اور میرے دوستوں نے اس سے کام لیا ہے۔ لیکن یہ بھی ظاہر کرتا ہے۔ کہ انہیں گورنمنٹ پر اس وقت تک وشواس (اعتماد) ہے۔ بچہ اپنے باپ یا ماں سے ناراض ہوتا ہے۔ اور دُودھ پینے سے انکار کرتا ہے۔ بچہ دودھ لینے سے کیوں انکار کرتا ہے۔ اس لئے کہ وُہ محسُوس کرتا ہے۔ کہ غالباً اس کی ماتا کا دل رحم اور محبت سے پگھل جائے گا۔ ورنہ وُہ ایسا نہ کرتا۔ کوئی شخص ان لوگوں کے خلاف ایسے طریقوں سے کام نہیں لیتا۔ جن پر اس کا وشواس نہ ہو۔ اگر ہندو اور سکھوں کو یہ وشواس ہوتا۔ کہ انگریزوں میں انصاف اور غیر جانبداری کا مادہ بالکل نہیں رہا۔ تو انہوں نے یہ قدم نہ اٹھایا ہوتا۔ یہ قدم بذاتِ خود سرکار انگریزی کے لئے ایک سرٹیفکیٹ ہے"۔

مُسلمان تر نوالہ نہیں

یہ ہے حکومت کے مقابلہ میں اس "شیر کی گرج"۔ جو مُسلمانوں کو نوالہ بنانے کے لئے تو مونہہ کھولے کھڑا ہے۔ لیکن حکومت کے سامنے اپنی کمزوری کا رونا رو رہا۔ اور اسے اپنے عمل سے اعتماد اور رواداری کا سرٹیفکیٹ پیش کر رہا ہے۔ پھر اپنی پارٹی کی طرف سے ہی نہیں۔ بلکہ سکھوں کی طرف سے بھی۔ جن کا وزیر اعلان کر چکا ہے کہ "برطانوی گورنمنٹ کے انصاف اور معقولیت سے سکھوں کا اعتماد اٹھ گیا ہے"۔ کیا اس سے ظاہر نہیں ہے۔ کہ سکھوں اور ہندوؤں کا سارا شور و شر مُسلمانوں کے خلاف اور ان کو نقصان پہنچانے کے لئے ہے۔ اور جب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ "واک اوٗٹ کا ہدف مسلمان ممبر نہ تھے۔ بلکہ حکومت کی پالیسی تھی"۔ تو دیدہ دانستہ فریب۔ اور دھوکہ سے کام لیا جاتا ہے۔ حکومت کو تو اب بھی ڈاکٹر نارنگ صاحب ہندوؤں کا "ماں باپ" قرار دے رہے ہیں۔ اور اپنی تمام سرگرمیوں کی غرض یہ بتا رہے ہیں۔ کہ حکومت کو اعتماد کا سرٹیفکیٹ پیش کریں۔ دراصل مسلمان ہی ہیں۔ جو ان کی آنکھ میں خار کی طرح کھٹک رہے ہیں لیکن اس خلش کا جو علاج انہوں نے تجویز کیا ہے۔ اس کا فوری تجربہ اگر ان کی آنکھیں کھولنے کا موجب نہ ہوا۔ اور ہندوؤں نے اپنے رویہ میں تبدیلی نہ کی۔ تو انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ مسلمان ایسا تر نوالہ نہیں ہیں جسے۔ وُہ آسانی کے ساتھ ہضم کر سکیں۔ بلکہ بہلا کھایا پیا بھی اگلنا پڑے گا۔ مُسلمان عرصہ سے ہندوؤں کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے رہے ہیں۔ اور ہندو چاہتے ہیں۔ کہ آئندہ بھی وُہ یہی طریق عمل جاری رکھیں۔ لیکن اب یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ مسلمان بیدار ہو چکے ہیں:۔

فیروز پور کی بعض عورتوں کی ناشائستہ حرکات

اخبار "حریت" (۱۱- نومبر) نے فیروز پور کی بعض فتنہ پرداز عورتوں کا یہ کارنامہ بڑے فخر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ کہ ۶- نومبر کو احمدی خواتین نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت پر لیکچر دینے اور حضور علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ سے مُسلم اور غیر مُسلم خواتین کو آگاہ کرنے کے لئے جو جلسہ کرنا چاہا۔ وُہ انہوں نے منعقد نہ ہونے دیا۔ سامان جلسہ پر مخالفانہ قبضہ جما لیا۔ خواہ مخواہ بدزبانی کی۔ حتیٰ کہ دست درازی پر بھی اُتر آئیں۔ ان شرمناک حرکات کو "فیروز پور شہر کی خواتین کی مجاہدانہ سپرٹ کا نتیجہ" قرار دیا گیا۔ اور لکھا گیا ہے۔ کہ "فیروز پور شہر میں یہ ایک جلیل القدر فیروزمندی اسلام کی خواتین کے ذریعہ سے جو حاصل ہوئی ہے۔ وُہ رہتی دُنیا تک یادگار رہے گی"۔

لیکن ہر شریف انسان محسوس کرے گا۔ کہ جن عورتوں نے اس قسم کی ناشائستہ حرکات کا ارتکاب کیا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکرِ خیر کے لئے منعقد ہونے والے جلسہ کے موقعہ پر کیا۔ انہوں نے اپنے اخلاق۔ اور اپنی تربیت کا کوئی اچھا نمونہ پیش نہیں کیا۔ ان خواتین کو اگر "مجاہدانہ سپرٹ" نے ایسا ہی بے تاب کر رکھا تھا۔ تو انہیں چاہیئے تھا۔ کہ آریہ اور عیسائی عورتوں کے مقابلہ میں اس کا اظہار کرتیں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات بابرکات پر سو سو اعتراضات کرتی ہیں۔ اور شرفاء کی بہو بیٹیوں کو مُرتد کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہیں۔ نہ کہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلسہ میں زور آزمائی پر اُتر آتیں:۔

ہندوؤں کی افسوسناک ذہنیت

مُسلمانوں کے متعلق متعصب اور تنگدل ہندوؤں کے قلوب میں اس قدر بغض و کینہ بھرا ہوا ہے۔ کہ معمولی معمولی باتوں میں بھی نہایت شرمناک طریق سے اس کا اظہار کرتے رہتے ہیں اس کے ثبوت میں ایک دو تازہ مثالیں پیش کی جاتی ہیں:۔

پچھلے دنوں دہلی میں ایک واقعہ ہوا۔ جس کی نسبت خود ہندو اخبارات نے جو کچھ لکھا۔ وُہ یہ تھا کہ

"ایک سرکردہ کانگرسی کارکُن پنڈت گنڈا مل شرما نے جو آج کل سول ہسپتال میں داخل ہیں۔ ایک پولیس افسر کو اپنی آپ بیتی سنائی جس کے دَوران میں پنڈت جی نے کہا۔ کہ سنیچر وار کو میں ایک ضروری کام کے لئے جا رہا تھا۔ کہ راستہ میں مجھے ایک عورت ملی جس نے اپنے اکلوتے بیٹے کی سخت علالت کی رقت انگیز کہانی سُنائی۔ اور مجھ سے مدد کی درخواست کی۔ اور کہا۔ کہ میں اس کے گھر پر چلوں۔ عورت کے اس بیان سے پنڈت گنڈا مل کے دل پر گہرا اثر ہوا۔ اور وُہ اس کے ساتھ اس کے مکان پر گئے۔ وہاں ان پر بُری طرح حملہ کیا گیا۔ ان سے ۳۰ روپے چھین لئے گئے۔ اور انہیں ایک حملہ آور کے حق میں تین سو روپیہ کے ایک چک پر دستخط کرنے کے لئے مجبور کیا گیا۔ عورت اور تین دیگر اشخاص کو اس سلسلہ میں گرفتار کر لیا گیا ہے"۔ (پرتاپ ۲- نومبر)

لیکن چند ہی دنوں کے بعد ہندو اخبارات نے اسی عورت کو برقعہ پوش بنا دیا۔ اور اس طرح یہ ظاہر کیا گیا۔ کہ وُہ مُسلمان ہے اگر فی الواقعہ عورت مسلمان اور برقعہ پوش تھی۔ تو "پنڈت گنڈا مل" نے اس کے گھر جانے کی کیوں حماقت کی۔ وُہ کہہ سکتا تھا کسی مُسلمان سے امداد طلب کرو۔ پھر وُہ کوئی حکیم یا ڈاکٹر نہیں تھا۔ کہ اکلوتے بیٹے کی سخت علالت کی رقت انگیز کہانی سُنکر وُہ ساتھ جانے پر آمادہ ہو گیا۔ اس کی تہ میں یقیناً کوئی اور بات ہے۔ اور وُہی گنڈا مل کی مرمت کا مُوجب بنی۔ لیکن کئی دنوں کے بعد عورت کو برقعہ پوش بتانا اس گندی ذہنیت کا نتیجہ ہے۔ جو بعض ہندوؤں میں پائی جاتی ہے:۔

دوسری مثال اس سے بھی افسوسناک ہے۔ پچھلے دنوں پٹیالہ میں ایک نوجوان نے ایک پروفیسر کو جس کا نام مکرجی تھا۔ اس کے گھر میں گھس کر قتل کر دیا۔ اب یہ مقدمہ زیرِ تحقیقات ہے۔ ۸ نومبر کو پٹیالہ میں اس کی جو پیشی ہوئی۔ اس میں پروفیسر مذکور کی لڑکی کے خطوط ملزم کے نام یہ ظاہر کرنے کے لئے پیش کئے گئے۔ کہ ان کا آپس میں دوستانہ تعلق تھا۔ "ملاپ" (۱۱- نومبر) نے یہ خطوط شائع کرتے ہوئے ہر خط میں لڑکی کا نام رضیہ لکھا ہے۔ جو اسلامی نام ہے حالانکہ مکرجی کی لڑکی کا یہ نام نہیں ہو سکتا۔ دراصل یہ نام رجینا ہے۔ لیکن خواہ مخواہ لڑکی کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے اس کا اسلامی نام رکھ دیا گیا:۔

اس قسم کی شرارتیں آئے دن ہندو اخبارات میں کی جاتی ہیں۔ جن کے متعلق سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ ایسے ہندوؤں کو اپنی ذہنیت کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ اور ہمسایہ اقوام کے ساتھ شرافت و انسانیت کا سلوک کرنا چاہیئے:۔

حادثہ بڈھلاڈا کے مجرموں کی گرفتاری

بڈھلاڈا ضلع حصار کے خونین حادثہ کے متعلق جو ہندوؤں کی بہت بڑی سازش کے نتیجہ میں ہوا۔ اور جس میں چند سفاکوں نے اندھا دُھند مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کو بغیر کسی گناہ اور قصُور کے صرف مسلمان ہونے کی وجہ سے آن کی آن میں مَوت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے متعلق معلوم ہُوا ہے۔ کہ حکومت مجرموں کی گرفتاری کے لئے خصوصیت سے متوجہ ہو رہی ہے۔ چنانچہ پولیس کی ایک کافی جمعیت اس کام کے لئے متعین کر دی گئی ہے اور ایک یورپین افسر پولیس کو انچارج بنا دیا گیا ہے:۔

حادثہ کی نوعیت ہی صاف طور پر ثابت کر رہی ہے۔ کہ اس قسم کی سفاکی کا ارتکاب کسی ایک دو اشخاص کے منصوبہ کا نتیجہ نہیں ہو سکتا لیکن اس وقت تک مجرموں کا کوئی سُراغ نہ ملنا۔ اور ان کے متعلق کوئی خبر معلوم نہ ہونا...

ہندوستان بھر میں سیرت النبیؐ کے کامیاب جلسے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی تحریک کے ماتحت خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ۶ ؍نومبر کو تمام ہندوستان میں سیرت النبیؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلسے نہایت شاندار اور کامیاب ہوئے ہیں۔ اعلیٰ پایہ کے معزز اور اہل علم مسلمانوں کے علاوہ مشہور اور باثر غیر مسلم اصحاب نے بھی بہت سے مقامات کے جلسوں میں شرکت اختیار کی۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر لیکچر دیئے۔ ان جلسوں کی اطلاعات اس کثرت سے آرہی ہیں۔ کہ ان سب کا تفصیل کے ساتھ شایع کرنا ناممکن ہے۔ تاہم مشہور مقامات کے جلسوں کی روئیداد کسی قدر تفصیل سے شایع کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ذیل میں اسی سلسلہ کی ایک مزید قسط درج کی جاتی ہے۔

ایڈیٹر

راولپنڈی میں جلسہ

۶ ؍نومبر سے قبل جماعت احمدیہ کے ہر فرد میں سیرت النبیؐ کے جلسے کو کامیاب بنانے کے لئے جوش کی لہر پائی جاتی تھی۔ اور ہر ایک اپنی اپنی کوشش اور جدوجہد میں مصروف نظر آتا تھا۔ بڑے بڑے پوسٹر چھاپے گئے۔ جن پر لفظ "محمد رسول اللہ" صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت جلی قلم سے لکھا گیا۔ یہ پوسٹر جاذب نظر اور اپنی طرف متوجہ کرنے والے تھے۔ پانچ ہزار ہینڈ بلز آٹھ قسم کے مختلف عنوانوں سے شایع کئے گئے۔ دو سو سے زائد ہندو مسلم معززین رؤسا۔ امرا و حکما ر ڈاکٹروں میونسپل کمشنروں۔ تاجروں۔ زمینداروں اور مقامی افسران کو انگریزی اور اردو زبان میں دعوتی چٹھیاں لکھی گئیں۔ تین روز قبل سینما میں سلائڈ چلائی گئی۔ جو ہر روز تین دفعہ ہر ایک شو میں سینما کے پردے پر دکھائی گئی۔ جس میں ہر مذہب و ملت کے اصحاب کو شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ مقامی اخبارات ہمہا مظلوم۔ پیغام سرحد ہری پور میں اعلانات شایع کئے گئے۔

۶ ؍نومبر کو جماعت احمدیہ کے احباب مضافات میں جن کی مسافت ۵۔۱۰ میل یا اس سے کم و بیش تھی۔ اپنے آقا کے نامدار کے نام کو بلند کرنے کے لئے چلے گئے۔ صبح ۹ بجے شہر کے مشہور منادی کدار ناتھ عاجز نے ڈھول پیٹتے اور گھنٹی بجاتے ہوئے ہر مذہب کے آدمیوں کو جلسے میں شرکت کی دعوت دی۔ ان کے ساتھ ہماری جماعت کے دو ہونہار نوجوانوں نے ہینڈ بلز تقسیم کئے۔ بعد دوپہر ۲ بجے کمپنی باغ میں جملہ مذاہب کے اتحاد و اتفاق کا ایک دلفریب اور دلکش نظارہ تھا۔ ہندو مسلم سکھ اور دیگر احباب سے جلسہ گاہ پر ہو گئی۔ شہر کے بہت سے اکابرین۔ رؤسا و وکلا و تجار عہدہ داران نے شرکت فرمائی۔ ٹھیک سوا تین بجے جناب خان صاحب قاضی نذیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کی صدارت میں جلسہ شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد جناب منشی بخشی تمس داس صاحب مضطر نے زمانہ جاہلیت۔ نبی کریمؐ کی پیدائش اور اس کے برکات کے متعلق ایک مسدس وجد آفریں طریقہ پر پڑھی۔ پھر مسٹر کرشن چندر ورما منیجر سن لائٹ انشورنس کمپنی نے اپنی پر جوش تقریر میں فرمایا۔

"میں محمد صاحب کی توحید پر عاشق ہوں"۔
"آج محمد صاحب ہوتے۔ تو میں سر کے بل چلکر ان سے توحید سیکھتا"

آخر میں فرمایا۔

"میں اپنی حسن عقیدت کے پھول حضرت محمد صاحب پر نچھاور کرتا ہوا رخصت ہوتا ہوں"۔

پھر بخشی ہربنس سنگھ صاحب ایم اے۔ ایل ایل بی پروفیسر مشن کالج کا لیکچر انگریزی میں ہوا۔ زبان نہایت شستہ برجستہ فصیح و بلیغ و موثر تھی۔ دوران تقریر میں آپ نے اسلامی مساوات کا نہایت لطیف پیرایہ میں ذکر کیا۔ نیز فرمایا کہ "یہ اسلام پر ناپاک الزام ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ اسلام اپنی مساوات محبت و آشتی سے پھیلا"

پھر مسٹر جگت رام صاحب بی۔ اے (آنرز) ایل۔ ایل۔ بی نے ایک مضمون پڑھ کر سنایا جس میں اسلامی محاسن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ "اسلام جبر سے نہیں پھیلا" اس کے بعد مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل نے ایک پر مغز تقریر "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح تمدن کی بنیاد رکھی" کے موضوع پر فرمائی۔ صاحب صدر نے تمام مقررین کی تقریروں پر بہت عمدہ اور احسن طریقہ سے ریمارکس کئے۔ اور حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا فرماکر جلسے کو برخاست کیا۔

مسلم خواتین کا سیرت النبیؐ کا جلسہ بعد دوپہر ایک بجے جناب چودھری اعظم علی صاحب سب جج کے مکان پر زیر صدارت جنابہ اہلیہ صاحبہ مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل مہتمم تبلیغ منعقد ہوا جس میں احمدی خواتین کے علاوہ قرب و جوار کی مستورات بھی شامل تھیں۔ نبی کریم صلعم کی سیرت مطہرہ پر تقریریں ہوئیں۔ اور مضامین پڑھ کر سنائے گئے۔ ایم۔ اے اعجاز بی۔ اے سکرٹری انجمن ترقی اسلام راولپنڈی

لاہور میں خواتین کا جلسہ

حسب اعلان جلسہ سیرت النبیؐ صبح ۹ بجے سے ایک بجے تک ہوا۔ جلسہ کی صدر والدہ لیڈی سر عبد القادر صاحب مقرر تھیں۔ جلسہ میں ہر طبقہ کی معزز خواتین تشریف لائیں۔ ہندو عیسائی عورتیں بھی تھیں۔ بلکہ اب کے سال ہندو عورتیں زیادہ تعداد میں آئیں۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ جلسہ کی کارروائی قرآن شریف کی تلاوت کے بعد شروع ہوئی۔ پہلی تقریر اہلیہ صاحبہ ملک کرم الہیٰ صاحب نے کی۔ اگرچہ وہ اپنے لخت جگر کی دردناک وفات کی وجہ سے بہت پژمردہ تھیں۔ تاہم انہوں نے بہت اعلےٰ تقریر کی۔ دوسری تقریر مسز محمد بیگ کی تھی جو بہت اچھی تھی۔ ایک ہندو بہن نے بھی بہت اعلیٰ تقریر کی۔ صدر صاحبہ علالت کی وجہ سے بہت دیر تک نہ بیٹھ سکی تھیں۔ اس واسطے گیارہ بجے واپس تشریف لے گئیں۔ اور ان کی جگہ ہماری بہنا بہن خدیجہ بیگم صاحبہ ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور مقرر ہوئیں۔ جن کی صدارت میں باقی تقریریں اور نعتیں درجہ بدرجہ ہوتی رہیں۔ پھر صدر صاحبہ نے تقریر کی۔ تقریر کیا تھی۔ جواہرات کا خزانہ تھا۔ جو کہ انہوں نے مفت لٹایا۔ دوران تقریر میں کئی دفعہ فرمایا۔ کوئی دین کا کام ہو۔ میں ہر طرح آپ لوگوں کا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔ اللہ تعالےٰ ایسی نیک بی بی کو دین و دنیا کے حسنات عطا کرے۔

اس کے بعد میں صدر صاحبہ اول کا بہت بہت شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے ازراہ کرم تیس روپے چندہ بھی دیا۔ اور ایسی کمزوری اور پیرانہ سالی کی حالت میں تشریف لائیں۔ نیز صدر صاحبہ ثانی بھی بے حد شکریہ کی مستحق ہیں۔ اس کے بعد سب تقریر کرنے والی بہنوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ ہندو بہنیں بھی شکریہ کی مستحق ہیں۔ مسز محمد بیگ صاحبہ اہلیہ ملک کرم الہیٰ صاحب مسز فیروز دین چغتائی عزیزہ امۃ اللہ صاحبہ امۃ الحفیظ صاحبہ کا بھی شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ آخر میں اپنی کرم فرما بہن خدیجہ بیگم اہلیہ بابو محمد اسحاق صاحب کا جو کہ لجنہ اماء اللہ کی پریذیڈنٹ ہیں۔ شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے۔ خاکسار رحیمہ بیگم سکرٹری لجنہ اماء اللہ لاہور

دہلی میں جلسہ

سیرت النبیؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلسہ ۶ ؍نومبر کی شب کو نہایت شان کے ساتھ ایک وسیع اور خوبصورت شامیانہ میں منعقد کیا گیا۔ جلسہ کا اعلان ایک پوسٹر کے ذریعہ جس پر شہر کے ۸۰ سے زیادہ معزز حضرات جن میں رؤسا وکلا۔ میونسپل کمشنر۔ ایڈیٹر صاحبان آنریری مجسٹریٹ اور تاجران وغیرہ کے دستخط تھے۔ کیا گیا تھا۔ صدر جلسہ حافظ عبد العزیز صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی ایڈووکیٹ و میونسپل کمشنر تھے۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید و نعت سے کیا گیا۔ اس کے بعد متعدد حضرات نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقریریں کیں۔ بعض مقررین کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی
قریشی اشتیاق حسین صاحب پروفیسر سینٹ سٹیفن کالج
مولانا مولوی اسماعیل حسن صاحب بی۔ اے
رائے بہادر ڈاکٹر ہری رام صاحب آنریری مجسٹریٹ و میونسپل کمشنر
لالہ ...مل صاحب ٹیکس سپرنٹنڈنٹ
منشی بلدیو سنگھ صاحب نگم دہلوی

کئی حضرات نے نظمیں پڑھیں۔ اختتام پر صاحب صدر نے ان جلسوں کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ان مولویوں کے متعلق افسوس کا اظہار کیا۔ جو لوگوں کو ان جلسوں میں شمولیت سے روکتے ہیں۔ الحمد للہ کہ جلسہ بخیر و بخوبی ۱۲ بجے شب کے قریب ختم ہوا۔
خاکسار عبد الحمید سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ نئی دہلی

چکوال میں مستورات کا جلسہ

بتقریب سیرۃ یوم النبیؐ مستورات کا جلسہ کیا گیا۔ قریب دو صد کی حاضری تھی۔ گورنمنٹ گرل سکولوں کی استانیاں اور بہت ساری طالبات ہماری دعوت پر شامل جلسہ ہوئیں۔ سکول کی ہیڈ مسٹرس صاحبہ ہی نے صدارت فرمائی۔ پروگرام تلاوت قرآن شریف سے شروع ہوا۔ بعدہٗ عزیزہ انوری بیگم نے نظم پڑھ کر سنائی جس کے بعد عاجزہ نے "رسول کریمؐ کی پاک زندگی اور آپ کے احسانات بنی نوع انسان پر" لیکچر دیا۔ عاجزہ کے بعد ایک اور احمدی خاتون نے رسول عربیؐ کی سیرت پر مضمون پڑھ کر سنایا۔ ازاں بعد ایک ہندو خاتون نے نہایت خلوص اور خوش الحانی سے رسول پاک کی نعت پڑھی۔ الحمد للہ جلسہ بہت بارونق رہا۔ اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے بڑھ کر کامیابی عطا فرمائی ÷ خاکسار نور جہان بیگم سکرٹری لجنہ اماء اللہ چکوال

بالیسر میں جلسہ

سیرۃ النبیؐ کے جلسہ کے لئے ہندو مسلمانوں اور دیگر تمام مذاہب کے لوگوں میں دعوتی خط (مطبوعہ) ۵ نومبر کی صبح کو تقسیم کر دیا گیا تھا۔ ضلع بالیسر کے کلکٹر جناب سوچیندرا موہن دہر آئی سی ایس صدر جلسہ منتخب ہوئے۔ شام کو چار بجے جلسہ قرآن خوانی سے شروع ہوا۔ بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعتیہ نظم اور پربھو دیال صاحب کی نظم پڑھی گئی۔ اس کے بعد عاجز نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مختصر سوانح عمری ایام جاہلیت کی حالت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق اور تعلیم پر لیکچر دیا۔ اس کے بعد جناب بابو چارو چندرا رائے صاحب پلیڈر نے دلچسپ لیکچر دیا۔ جس میں فرمایا۔ کہ آنحضرتؐ نے آج سے تیرہ سو برس پہلے وہ تہذیب اور تعلیم پھیلائی جس کو پھیلانے کے لئے آج مہذب دنیا بے چین ہے۔ اس کے بعد بابو جگن ناتھ مسرا ہیڈ پنڈت نے ایک نہایت پرجوش تقریر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور تعلیم پر کی جو اس قدر موثر تھی۔ کہ حاضرین میں سے اکثر اس لیکچر کو سن کر رو دئیے۔ اس کے بعد مولوی عبد الصمد صاحب ہیڈ مولوی اسلامیہ مدرسہ نے تقریر کی۔ بعدہٗ بابو بہیرالال دے برہمو سماجی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں تقریر کی۔ آخر میں صدر محترم جناب سوچیندرا موہن دہر آئی۔ سی۔ ایس کلکٹر صاحب بہادر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مساوات تعلیم اور عالمگیر اخوت کی تعریف کرتے ہوئے جلسہ ختم کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ ایسے جلسوں میں شامل ہونا میرے لئے سعادت ہے۔ جناب حاجی اشرف علی خان صاحب و تفضل حسین صاحب و مولوی نور الحسن صاحب پلیڈر کے ہم ممنون ہیں۔ کہ انہوں نے خاص جد و جہد فرما کر جلسہ کو کامیاب بنایا۔ اور راجہ بہادر جناب ... دیب نے بھی ہماری بہت مدد فرمائی ÷ (خاکسار سید محمد محسن احمدی)

انبالہ میں جلسہ

سیرت النبیؐ کا جلسہ اسلام ہال انبالہ شہر میں منعقد کیا گیا۔ کئی روز قبل بذریعہ مطبوعہ اشتہارات اعلان کیا گیا۔ دعوتی چٹھیاں ارسال کی گئیں ایک روز قبل بذریعہ منادی پھر اعلان کیا گیا۔ اسی طرح شام کو اور پھر بار مورخہ ۶ نومبر تمام شہر میں اعلان کیا گیا۔ جلسہ گیارہ بجے صبح زیر صدارت میاں غلام محمد صاحب ایس ڈی۔ او انبالہ چھاؤنی شروع ہوا۔ تلاوت اور نعت خوانی کے بعد سید مشتاق حسین صاحب شیعہ نے اپنا مضمون پڑھا۔ پھر لالہ تارا چند صاحب بی۔ اے ایل ایل بی وکیل انبالہ شہر نے سیرت النبی صلعم پر تقریر فرمائی۔ جو مضمون کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ تھی۔ آپ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور یقین پر شرح و بسط سے بیان فرمایا۔ نیز فرمایا۔ کہ ہم کو ایک دوسرے کے بزرگوں کی عزت و احترام کرنا چاہیئے۔ اسی طریق سے دنیا میں امن وامان قائم ہو سکتا ہے۔ غرضیکہ آپ کی تقریر ہر لحاظ سے دلپذیر اور دلچسپ تھی۔ اس کے بعد مولوی محمد حسین صاحب مبلغ نے تقریر کی۔ پھر مولوی غلام حسین صاحب نے تقریر فرمائی۔ دو بجے دوپہر دعا کے بعد جلسہ برخاست کیا گیا ÷ خاکسار عبد الحلیم سکرٹری تبلیغ انبالہ شہر

علیسے خیل میں مستورات کا جلسہ

دو بجے دوپہر خان محمد حمید اللہ خان صاحب رئیس اعظم علیسے خیل کے مکان پر زیر صدارت محترمہ بیگم صاحبہ نواب خان بہادر خان محمد عبد الکریم خان صاحب رئیس اعظم علیسے خیل مستورات کا جلسہ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نعت خوانی کے بعد خاکسار و عزیزہ امۃ العزیز دختران خان محمد حمید اللہ خان صاحب نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عورتوں پر احسانات۔ آپ کے بلند اخلاق پاکیزہ سیرت۔ اور اسوۂ حسنہ پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی۔ ایک خاتون نے درود شریف پڑھنے کے فوائد اور قرآن کریم کی عظمت پر پنجابی میں تقریر کی۔ پھر دعا کے بعد جلسہ برخاست کیا گیا حاضری بہت زیادہ تھی۔ یہاں کے تمام خوانین کی مستورات شریک جلسہ ہوئیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا اثر لے کر گئیں۔ دوران جلسہ میں کئی عورتوں نے کہا۔ واللہ حضرت نبی کریمؐ کے متعلق ایسی باتیں ہم نے پہلے کبھی نہ سنی تھیں۔ بعد جلسہ معزز مستورات کی چائے سے تواضع کی گئی۔

بالآخر میں بیگم صاحبہ و دختران خان محمد حمید اللہ خان و دیگر بہنوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں ہمارے جلسہ کو بارونق بنانے میں کوشش کی ÷
راقمہ نظیر بیگم بٹالوی ہمشیرہ ڈاکٹر محمد یعقوب خان اسسٹنٹ سرجن علیسے خیل

گجرات میں خواتین کا جلسہ

جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیرت النبیؐ کے جلسوں کے متعلق اعلان فرمایا۔ تو میری تحریک پر گجرات کی مستورات کو بھی جلسہ کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ جلسہ سے چند دن پیشتر میں نے اور استانی برکت بی بی صاحبہ نے مسلم و غیر مسلم خواتین کے گھروں میں جا کر جلسہ سیرت النبیؐ میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ اس کے علاوہ شہر کے رؤسا اور وکلا کی خواتین کو دعوتی رقعے بھی بھیجے جن میں ان کو تشریف لانے کے لئے لکھا گیا

جب غیر احمدی مردوں کو معلوم ہوا۔ کہ احمدی عورتیں گھروں میں جا کر عورتوں کو جلسہ سیرت میں شریک ہونے کی دعوت دے رہی ہیں۔ تو انہوں نے متعدد جلسے منعقد کئے۔ جن میں عورتوں کو جلسہ میں شریک ہونے سے روکا گیا۔ اور تمام شہر میں منادی کرا دی۔ کہ "احمدیوں کے جلسہ میں کوئی عورت نہ جائے۔ اگر احمدی عورتوں نے تم کو بہکایا۔ تو ہم ذمہ وار نہ ہوں گے۔" غیر احمدی مستورات کو جلسہ میں آنے سے روکنے کے لئے پہرے لگا دئیے مگر ناکام اور خائب و خاسر رہے۔ ۱۱ بجے دن احمدیہ جلسہ گاہ میں زیر صدارت ڈاکٹر عائشہ بی بی صاحبہ (جو غیر احمدی ہیں) مستورات گجرات کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں باوجود اتنی مخالفت کے پانچ سو کے قریب مستورات شریک ہوئیں۔ اور اتنا اجتماع ہوا کہ مستورات گجرات کے جلسوں کی گزشتہ تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ابتداء میں صدر صاحبہ نے تلاوت قرآن کریم کی۔ بعد ازاں عزیزہ لطیف بیگم بنت ملک برکت علی صاحب امیر جماعت احمدیہ نے ایک مضمون پڑھا۔ دوران مضمون میں بعض مستورات پر رقت طاری ہو گئی۔ اس کے بعد استانی برکت بی بی صاحبہ اہلیہ محمد رمضان صاحب نے ایک مضمون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح میں پڑھا۔ اور مستورات کو محظوظ کیا۔ اس کے بعد سردار بیگم صاحبہ اہلیہ احمد دین صاحب اور غلام فاطمہ صاحبہ اہلیہ محمد عظیم صاحب نے یکے بعد دیگرے اپنے اپنے مضمون پڑھ کر سنائے۔ اور حاضرین کو محظوظ کیا۔ اس کے بعد "صل علیٰ نبینا۔ صل علیٰ محمد۔" والی نظم تمام مستورات نے مل کر پڑھی جلسہ میں شریک ہونے والی مستورات کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے۔ اور دعا اور شکریہ کے بعد جلسہ برخاست کیا گیا۔ اس موقعہ

پر جماعت احمدیہ کی تمام مستورات نے قابل تحسین خدمت انجام دی۔ (واقعہ فیروز بیگم سکرٹری لجنہ اماء اللہ گجرات)

جہلم میں جلسہ

باوجود احراری اور زمینداری فتنہ پردازوں کی مخالفت کے جلسہ سیرت النبی صلعم کامیاب ہوا۔ اس مخالفت کو دیکھ کر جماعت احمدیہ جہلم نے ایک پرامن جلوس نکالا۔ جسکو دیکھ کر مخالفین مبہوت ہوگئے۔ جلسہ بارونق تھا۔ حاضرین کی تعداد کافی سے زیادہ تھی صدارت نواب راجہ طالب مہدی خان صاحب نے فرمائی۔ اور ہندو مسلم اصحاب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح حیات پر دلچسپ تقاریر کیں۔

(خاکسار عبدالکریم مولوی فاضل منتظم جلسہ سیرت النبیؐ)

کندراپاڑا (اڑیسہ) میں جلسہ

۱۶ نومبر ۱۹۳۲ء شام کے ساڑھے ۶ بجے میونسپل ہال کندراپاڑا میں زیر صدارت جناب بابو نیلامبر صاحب جہانتی۔ بی اے۔ بی۔ ایل چیئرمین میونسپلٹی جلسہ منعقد ہوا۔ بہت سے ہندو اور مسلم معززین شامل جلسہ ہوئے۔ جن میں سے جناب چودہری جدوناتھ صاحب بی۔ اے سب ڈپٹی کلکٹر اور جناب ڈاکٹر سندھیر چندر گپتا داس صاحب اسسٹنٹ سرجن اور جناب مولوی منیر الدین صاحب ضلعدار نہر اور جناب سید غفران علی صاحب بی۔ اے۔ اور جناب مولوی سرفراز حسین صاحب سب انسپکٹر سکولز اور جناب بابو جگن ناتھ مہانتی پلیڈر چیئرمین لوکل بورڈ اور جناب بابو بان چھنی داس۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ایل اور بابو ڈاکٹر رتن المیشور صاحب اسسٹنٹ سرجن خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ قریشی محمد حنیف صاحب سکرٹری تبلیغ نے اردو میں پون گھنٹہ سید غفران علی صاحب بی۔ اے نے انگریزی میں نصف گھنٹہ مولوی سرفراز حسین صاحب بی۔ اے نے اردو میں نصف گھنٹہ بابو پرہلاد ساہو صاحب بی۔ اے نے اڑیہ میں سیرت النبیؐ کے مختلف پہلوؤں پر تقریریں کیں۔ اس کے بعد صدر محترم نے اڑیہ زبان میں اسلام کی اصولی باتوں کا تذکرہ کر کے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائف پر بھی روشنی ڈالی۔ اور نہایت واضح تقریر کی جس میں سے چند اقتباس درج کئے جاتے ہیں۔ صدر صاحب نے فرمایا کہ

(۱) "کوئی سچا مذہب تلوار کے زور سے کبھی نہیں پھیل سکتا بلکہ اور روحانیت سے پھیلتا ہے"۔

(۲) "تلوار سے پھیلا ہوا مذہب زیادہ دن نہیں رہتا"

(۳) "تم جو بچپن میں پڑھے ہو۔ کہ ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں تلوار۔ یہ بات اب بھول جاؤ"

بابو پرہلاد صاحب نے فرمایا۔ "یہ جلسہ جو جماعت احمدیہ کی کوشش سے ہوا ہے۔ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ہندو مسلم اتحاد کے لئے یہ زبردست تدبیر ہے۔ احمدیہ جماعت کے ہم بہت ممنون ہیں کہ وہ ہم کو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے جیون سے واقف کراتی ہے۔ اور ہماری طرف محبت کا ہاتھ لمبا کرنے میں سبقت کرتی ہے۔ ڈاکٹر رتن المیشور صاحب نے کہا آئندہ سال یہ جلسہ اس ہال میں نہیں ہوسکیگا۔ بلکہ کھلے میدان میں کرنا ہوگا۔ اور اس سے کئی گنا لوگ سننے کو آئیں گے۔

آخر میں قریشی محمد حنیف صاحب نے صدر محترم اور لیکچرار صاحبان اور تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ پھر ایک ہندو جنٹلمین کرو نشٹو چرن منڈل نے اوڑیہ زبان میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں ایک نظم پڑھی

خاکسار شیخ قطب الدین احمدی سکرٹری ترقی اسلام کندراپاڑا

پوری (جگناتھ جی) میں جلسہ

خدا کے فضل سے پوری میں جو ایک مشہور تیرتھ گاہ ہے۔ یوم النبیؐ کی تقریب کامیابی کے ساتھ منائی گئی۔ کلرک ہال سارا بھر گیا۔ حاضرین میں غیر مسلموں کی تعداد مسلموں سے بدرجہا زیادہ تھی۔ اور سب کے سب تعلیم یافتہ اور اعلیٰ طبقہ کے لوگ تھے سرکاری عہدہ داران اور پنشن یاب بڑے بڑے افسر جو یہاں بقیہ عمر گزارنے کے لئے آگئے ہیں۔ شریک ہوئے پانچ غیر مسلموں اور تین مسلمانوں کی تقریریں ہوئیں ایک بنگالی بابو نے قرآن کریم کا ایک حصہ جو ہرن کی کھال پر لکھا ہوا تھا۔ لاکر جلسہ میں دکھایا غیر احمدیوں نے ایک گونہ مقاطعہ کیا لیکن چند تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمان شریک ہوئے۔ اور ایک غیر احمدی گریجوئیٹ نے انگریزی میں عالمانہ تقریر کی۔ یہ تمام کامیابی محض خدا کے فضل اور جناب مولوی مصاحب خان کی کوششوں کے نتیجہ میں ہوئی جزاہ اللہ رائے صاحب سیتر چندر گیوش نے صدارت کی۔ اور ایک عمدہ تقریر بنگالی زبان میں کی۔ (خاکسار عبدالحلیم کٹکی)

ڈیرہ غازی خاں میں جلسہ

جلسہ سیرت النبیؐ ۱۶ نومبر کو بعد شام ۶ بجے سے گیارہ بجے تک زیر صدارت اخوند محمد افضل خان صاحب میونسپل کمشنر منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد خطبہ صدارت پڑھا گیا۔ جس میں ایسے جلسوں کے اغراض و مقاصد اور مسلمانوں کے موجودہ تشتت اور افتراق اور ان کی دینی علوم سے بے رغبتی اور مشترکہ مقاصد میں اتحاد و اتفاق کی ضرورت وغیرہ کا بیان تھا۔ ازاں بعد ملک عزیز محمد صاحب وکیل نے فلسفہ اعمال پر دلچسپ تقریر کی۔ اس کے بعد پروفیسر اخوند غلام حسن خان صاحب ایم۔ اے نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح تمدن کی بنیاد رکھی کے موضوع پر تقریر کی۔ پھر جناب لالہ امیر چند صاحب وکیل نے حضرت سرور انبیاء کی عالمگیر مساوات کے متعلق تقریر کی۔ اور دوران تقریر میں مسلمانوں کی موجودہ خامیوں اور کمزوریوں کا ذکر کیا۔ جو حقیقی اخوت کو ترک کرنے اور پھر حسب و نسب کے خیالات کے نتیجہ میں پیدا ہوگئی ہیں۔ پھر خواجہ عباد اللہ صاحب اختر ایم۔ اے نے تاریخی اور تنقیدی پہلوؤں سے رسول عربی کے صحیح تمدن پر لیکچر دیا۔ اور قومی اور ملکی تمدن کا اس عالمگیر تمدن کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے بہت دلچسپ بحث کی۔ اس کے بعد جناب ملک مولا بخش صاحب نے اعمال کی حکمت پر نہایت بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ ۱۱ بجے پریذیڈنٹ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ (نائب مہتمم تبلیغ ڈیرہ غازی خاں)

سیالکوٹ میں خواتین کا جلسہ

۱۶ نومبر ۱۱ بجے جامع مسجد احمدیہ میں زیر صدارت ڈاکٹر شکنتلا دیوی صاحبہ جلسہ منعقد کیا گیا۔ عام پبلک کو بذریعہ اشتہارات مدعو کیا گیا۔ کوئی چار صد عورتیں اور کچھ ہندو دیویاں تشریف لائیں تلاوت قرآن مجید اور نعت خوانی کے بعد پریذیڈنٹ صاحبہ لجنہ نے اغراض جلسہ کو حاضرات کے سامنے واضح کیا۔ کئی ایک خواتین نے مضامین سنائے۔ (خاکسار سکینہ سیکرٹری لجنہ سیالکوٹ)

بمبئی میں جلسہ

مولانا محمد عرفان صاحب سکرٹری خلافت کمیٹی۔ جناب محمد منیر صاحب سیکرٹری انجمن اتحاد و ترقی اور سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ بمبئی کے دستخطوں سے بڑے بڑے پوسٹر انعقاد جلسہ سے پیشتر شائع اور چسپاں کئے گئے۔ ایک وسیع اور آراستہ ہال کرایہ پر لیا گیا۔ ٹھیک ۹ بجے دن کے شیخ محمد شفیع صاحب آف امرتسر کمرشیل کمپنی کی صدارت میں کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔ سامعین کی تعداد امید سے بہت زیادہ تھی۔ جن میں زیادہ تر نوجوان تعلیمیافتہ مسلمان اور دیگر مذاہب کے لوگ تھے۔ صاحب صدر نے لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ کی تشریح اور تفسیر نہایت موثر اور دلکش الفاظ میں بیان کرتے ہوئے کارروائی جلسہ شروع کرائی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد ایک صاحب نے نہایت دل آویز آواز میں نعت پڑھی۔ بعد ازاں جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے حضرت نبی کریمؐ کے حالات زندگی پر موثر تقریر فرمائی جسے سامعین نے نہایت غور اور توجہ سے سنا۔ بعد ازاں دیگر اصحاب نے تقریریں کیں۔ آخر میں صدر صاحب موصوف نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ کی آیت پڑھ کر نہایت پرزور۔ موثر اور دلاویز طریق میں نوجوانوں کو مخاطب کر کے نصیحت کی۔ کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرو حقیقی معنوں میں مسلمان بنو۔ پھر تم خدا کے محبوب ہو جاؤ گے دنیا کی تمام نعمتیں عزتیں اور شوکتیں تمہارے قدموں میں ہونگی۔

اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ مولانا عرفانی صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ خلافت دالعنیر ? کو باوجودی ? شمولیت جلسہ اور انتظام کے لئے بھیج دیا۔ اس مرتبہ سیرت النبیؐ کا جلسہ پوری کامیابی سے ہوا۔ محمد علی خان گاندہ از بمبئی

اکھوڑا بازار میں جلسہ

اکھوڑا ۱۶ نومبر۔ ۸ بجے ایک خادم نے بذریعہ تار اطلاع دی کہ اکھوڑا بازار اور نرم ? درگاہ میں سیرت النبیؐ پر کامیاب جلسے ہوئے بالخصوص اکھوڑا کا

فضیلت اسلام

فضائل عبادات اسلامیہ

دنیا کے تمام مذاہب میں عبادات پائی جاتی ہیں - اور مذہب کے پیرو اس بات کے دعویدار ہیں - کہ ہمارے مذہب کی عبادات باقی تمام مذاہب کی عبادات سے اعلیٰ اور مبنی بر حکمت ہیں - لیکن اگر غور کی نگاہ سے دیکھا جائے - تو معلوم ہوگا کہ اسلام کی مقرر کردہ عبادات کے فضائل اور فوائد اور حکمتیں اس قدر ہیں - کہ جو دیگر مذاہب کی عبادات میں موجود نہیں - چنانچہ اسلامی عبادات کی حقیقت کے علاوہ اگر ان کی ظاہری صورتوں کو بھی دیکھا جائے - تو وہ بھی متعدد حکمتوں سے پُر ہیں - جیسا کہ میں ابھی ان عبادات کی ظاہری حالت کے متعلق کچھ بیان کرونگا۔

ظاہری عبادات کی ضرورت

لیکن اس سے قبل میں ان لوگوں کا رد کرنا چاہتا ہوں - جو کہتے ہیں - کہ ظاہری عبادات کی کوئی ضرورت نہیں - بلکہ قلبی عبادت ہونی چاہیئے - سو گذارش ہے - کہ اللہ تعالےٰ نے ظاہری عبادت کی ایک بہت بڑی حکمت یہ بیان فرمائی ہے - ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب (الحج ع) کہ جو شخص ان مقامات کا ادب کرتا ہے - جہاں اللہ تعالیٰ کا جلال ظاہر ہوا - سو ایسا ہونا ہی چاہیئے - کیونکہ دل کی خشیت کا اثر ظاہر پر پڑتا ہے - اس جگہ اس بات کا ذکر ہے - کہ باطن کا اثر ظاہر پر پڑتا ہے - اور اس بات کا ذکر کہ ظاہر کا اثر باطن پر ہوتا ہے - اس آیت میں ہے - کہ :- کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون (التطفیف ع) یعنی لوگوں کے اپنے اعمال بد کی وجہ سے ہی ان کے دلوں پر زنگ لگتا ہے - پس معلوم ہوا - کہ عبادات کی ظاہری صورتیں اس لئے رکھی جاتی ہیں - کہ ان کا اچھا اثر باطن پر پڑتا ہے - یعنی جو شخص ظاہر میں خدا تعالےٰ کے سامنے جھکیگا - باطن میں بھی لازمی طور پر وہ خدا تعالےٰ کا فرمانبردار ہوگا - پھر ایک حکمت ظاہری عبادات میں یہ بھی ہے - کہ تمام حصے جسم انسانی کے جو خدا کے ممنون احسان ہیں - خدا تعالیٰ کا شکر بجا لانے میں شامل ہو جاتے ہیں - خدا تعالیٰ کے احسانات روح اور جسم دونوں پر ہیں - پس جب عبادت میں دونو شامل ہو جائینگے تو عبادت مکمل ہو جائیگی - ورنہ ناقص رہیگی

ایک فائدہ ظاہری عبادت میں یہ ہے - کہ اس سے قومی روح پیدا ہوتی ہے بچے یہ سبق کہ اپنے رشتہ داروں اور بھائیوں سے محبت کرنی چاہیئے - انہی ظاہری تعلقات کو دیکھ کر سیکھتے ہیں جو وہ اپنے ماحول کے لوگوں کے برتاؤ سے معلوم کرتے ہیں - اگر محبت کے جذبات دل میں مخفی ہوتے - تو کبھی یہ عام جذبہ محبت رشتہ داروں میں پایا نہ جاتا۔

پس اگر اللہ تعالیٰ کی محبت کے اظہار کی ظاہری علامات مقرر نہ کی جاتیں - اس کی شان کا اقرار جسمانی علامت سے نہ کیا جائے - اور تواتر نہ کیا جائے - تو یقیناً آیندہ نسلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا نہیں ہو سکتی - پس معلوم ہوا کہ آیندہ نسلوں میں محبت الہٰی پیدا کرنے کا ذریعہ بھی ہے - کہ ان کے سامنے عبادات ظاہری کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

ظاہری عبادت کی ضرورت و حکمت بیان کرنے کے بعد اب میں اسلامی عبادت کو لیتا ہوں - سب سے بڑی عبادت نماز ہے

نماز کی ظاہری حرکات

نماز کے لئے قبلہ رخ ہونا ضروری ہے - اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں اور ان کے نیک نتائج یاد آتے ہیں۔

نماز کی حقیقت یہ ہے - کہ انسان خدا تعالیٰ کی تحمید اور تقدیس کرتا ہے - اپنی بندگی کا اقرار کرتا ہے - اور خدا تعالےٰ کے حضور دعائیں کرتا ہے - دعا نماز کی اصل جڑ ہے - پھر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا - رکوع - قیام - سجدہ - دو زانو بیٹھنا یہ تمام حرکات ایسی ہیں - جو دنیا کے مختلف ممالک میں عاجزی اور خاکساری کے اظہار کے لئے اختیار کی جاتی ہیں - مثلاً مصر کے قدیم لوگ گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر ادب کا اظہار کرتے تھے - ہندوستان میں سجدہ کا رواج ہے - اور یورپ میں گھٹنوں کے بل گر کر فروتنی ظاہر کی جاتی ہے - پس خدا تعالےٰ نے یہ ظاہری حرکات اس لئے رکھی ہیں - تاکہ انسان کو بتایا جائے - کہ اے انسان یہ حرکات تجھ کو کسی انسان کے سامنے بجا لانے سے کوئی فائدہ نہیں - بلکہ ان طریقوں سے عاجزی کا اظہار صرف خدا کے آگے کرنا چاہیئے - پس تجھ کو چاہیئے - کہ صرف اسی کے آگے جھکے - اور رکوع و سجدہ کرے - اور اسی کے آگے جبین نیاز خم کرے۔

نماز باجماعت

علاوہ ازیں نماز باجماعت میں یہ حکمت ہے - کہ اس سے اخوت باہمی پیدا ہوتی ہے - اور تکبر دور ہوتا ہے - کیونکہ نماز میں امیر و غریب - ادنیٰ و اعلیٰ پہلو بہ پہلو کھڑے ہوتے ہیں - اور اس طرح یہ ظاہر کرتے ہیں - کہ تمام انسان انسانیت کے لحاظ سے برابر ہیں -

نماز کا فائدہ

نماز کا فائدہ یہ ہے - کہ اس کے بجا لانے سے انسان خدا تعالیٰ کا شکرگزار بن جاتا ہے - اس میں خشیت اللہ پیدا ہو جاتی ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے - ان الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر (سورہ عنکبوت ع) یعنی نماز پڑھنے سے انسان گناہ اور بدکاریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے - وہ اس طرح کہ نماز کی وجہ سے آدمی کے دل میں خدا کا خوف ہوتا ہے - اور یہ ناممکن ہے کہ خدا کا خوف اور ارتکاب گناہ جمع ہو سکیں

دیگر مذاہب کی عبادتیں

اسلامی نماز کے مقابلہ میں کسی اور مذہب کی عبادت جو ایسی پرحکمت ہو ہرگز پیش نہیں کی جا سکتی - بلکہ سچ تو یہ ہے - کہ ان میں عبادات ہیں ہی بہت کم اور وہ بھی غیر مفید -

مثلاً ہندوؤں سے ہوم بھی ایک عبادت تیار کی ہے - حالانکہ اس سے سوائے مالی نقصان کے اور کوئی روحانی فائدہ نہیں - اور یوں بھی اس کا بجا لانا غریب لوگوں کے لئے ناممکن ہے -

روزہ

دوسری اسلامی عبادت روزہ ہے - روزہ میں انسان سارا دن خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اس کے حکم کے مطابق بھوکا پیاسا رہتا ہے - اس عبادت میں بہت فوائد ہیں - اول یہ کہ روزہ رکھنے سے انسان کو خدا تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عبادت کا زیادہ موقعہ ملتا ہے - کیونکہ جب انسان کھانے پینے کے شغلوں سے فارغ ہوگا تو اس کی توجہ خدا کی طرف لگی ہوگی - دوم یہ کہ بھوکے رہ کر انسان کو نعمت الہٰی کا شکریہ ادا کرنے کی تحریک ہوتی ہے - کیونکہ آرام کی قدر تکلیف کے بعد ہوتی ہے - سوم یہ کہ روزہ رکھنے سے انسان کو محسوس ہوتا ہے کہ غرباء کو بھوک کس قدر ستاتی ہے - اور اس طرح ان کو صدقہ وغیرہ دینے کی تحریک ہوتی ہے - چہارم یہ کہ روزہ رکھنے سے انسان میں جفاکشی اور محنت کی عادت پیدا ہوتی ہے - اور جفاکش آدمی کبھی ذلیل نہیں ہو سکتا - بلکہ وہ ہر جگہ محنت سے اپنا گزارہ کر سکتا ہے - پس روزہ بھی ایسی اسلامی عبادت ہے - جو خوبیوں اور فوائد روحانی و جسمانی کے لحاظ سے اپنی مثل آپ ہے -

حج

تیسری اسلامی عبادت حج ہے - اس کا مقصد یہ ہے - کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے لئے وطن چھوڑنے - اور اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے الگ رہنے - اور سفر کی تکالیف برداشت کرنے کی عادت ڈالی جائے - علاوہ ازیں اس عبادت سے شعائر اللہ کی عظمت قائم ہوتی ہے - اور وہ واقعہ یاد آتا ہے - جو حضرت ابراہیمؑ کو خدا کی رضا کے لئے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو جنگل میں چھوڑنے پر پیش آیا - پس حج کے لئے جانے والے انسان کے سامنے یہ نقشہ آ جاتا ہے - کہ کس طرح خدا تعالےٰ کے لئے قربانی کرنیوالے دین و دنیا میں کامیاب ہوتے ہیں - اور یہ نقشہ دیکھ کر انسان کو قربانی کی تحریک پیدا ہوتی ہے -

قربانی

چوتھی عبادت اسلامی قربانی ہے - اس سے یہ غرض ہے - کہ قربانی کرنیوالا گویا یہ اقرار کرتا ہے - کہ جس طرح یہ جانور مجھ سے ادنیٰ ہونے کی وجہ سے میرے لئے قربان کیا جاتا ہے - اسی طرح مجھے اگر اپنے اعلیٰ چیزوں کے لئے جان تک دینی پڑیگی - تو میں ہرگز انکار نہ کرونگا

پس عبادات اسلامیہ کی ظاہری اور باطنی ہر دو صورتیں روحانی و جسمانی

حضرت بزرگ صاحب کے حالات زندگی

حضرت مولوی عبدالستار صاحب بزرگ کی وفات کے بعد کئی دوستوں نے خواہش کی۔ کہ میں آپ کے حالات زندگی لکھوں۔ بزرگ صاحب واقع میں صدق و اخلاص کا نمونہ تھے۔ اور احمدی دوست آپ کے حالات زندگی پڑھنے میں ضرور لذت محسوس کریں گے۔ مگر مجھے دریافت کرنے کے باوجود آپ کے تفصیلی حالات تا حال معلوم نہیں ہو سکے اس وجہ سے وہ مختصر حالات جو میری ذاتی واقفیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

آپ کے والد صاحب کا نام دیندار خان تھا۔ قوم غریب زئی متصل سنگل علاقہ خوست افغانستان کے رہنے والے تھے بزرگ صاحب کا خیال تھا۔ کہ غریب زئی عربی النسل ہیں۔ آپ درمیانہ قد اور بھرے بدن کے تھے۔ روشن اور چمکتی پیشانی چہرہ نورانی پر لمبی اور سفید داڑھی ہوشیانہ وقار ظاہر کرتی تھی۔ آپ کی طبیعت میں شگفتگی و نرمی حرکت و سکون میں تواضع اور خاکساری تھی۔ بات بات پر مسکراتے۔ مگر کبھی قہقہہ سے ہنستے میں نے نہیں دیکھا مخلوق خدا کی ہمدردی اور دوسروں کی تکلیف کا احساس بے حد تھا۔ آپ بچپن ہی سے خدا تعالیٰ کی محبت میں کچھ ایسے کھوئے گئے۔ کہ دنیا ہی کاروبار کی طرف کبھی توجہ نہ کی۔ روزی کمانے کی کبھی آپ نے مشقت نہ اٹھائی اللہ تعالیٰ نے دم موت تک۔ آپ کو ہر قسم کی تنگی اور مشقت سے بچائے رکھا۔ آمدنی کی بظاہر کوئی صورت نہ تھی۔ لوگ خود بخود آپ کی امداد کی طرف متوجہ ہوتے۔ آپ کی دعا کی قبولیت کا مشاہدہ اکثر لوگ کر چکے ہیں۔ گوشہ نشینی اور گمنامی آپ کو پسند تھی۔ مگر خدا نے آپ کو جماعت احمدیہ میں بڑی شہرت دی ہر شخص جو آپ سے واقف ہو جاتا۔ آپ کی قدر کرتا۔ مرض الموت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے کئی دفعہ آپ کی بیماری کا حال دریافت فرمایا۔ جناب ناظر صاحب اعلیٰ غالباً ہر روز آپ کو پوچھنے کے لئے آتے اور ڈاکٹری وغیرہ ضروری امور کے انتظام کے متعلق ہدایت فرماتے۔ دیگر بزرگان سلسلہ بھی آپ کی بیمار پرسی کرتے رہے۔ آپ کی مادری زبان افغانی تھی۔ عربی اور فارسی میں بھی گفتگو کر سکتے تھے۔ آپ کا عربی تلفظ ایک عرب کے لئے بھی باعث رشک ہوتا تھا۔ اردو خوب پڑھتے اور سمجھتے تھے۔ مگر بولنے کی زیادہ مشق نہ تھی۔ قرآن و حدیث لوگوں کو پڑھایا کرتے مجھے بھی آپ سے تمام قرآن پڑھنے کا موقع حاصل ہوا ہے۔ قرآن کے بعض نہایت لطیف معنی بیان کرتے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کا درس بھی آپ نے اپنے حجرہ میں جاری کیا ہوا تھا۔ تصوف کی اکثر کتابوں پر عبور تھا صوفیوں کے حالات سے خوب واقف تھے۔ آپ کا تصوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رنگ میں رنگین تھا۔ حضور اقدس سے روایات بھی بیان کرتے تھے آپ کا حافظہ بہت اچھا تھا ایک ایک روایت میں نے کئی کئی دفعہ آپ سے سنی مگر جہاں تک مجھے علم ہے۔ آپ کی روایت کے الفاظ ہر دفعہ ایک ہی ہوتے تھے۔

آپ میرے والد حضرت سید عبد اللطیف صاحب شہید کے مخلص دوستوں میں سے تھے یہ دوستی کا تعلق اس وقت پیدا ہوا جب قرآن و حدیث کی اشاعت کی وجہ سے اہل بدعت فرقوں نے والد صاحب کی مخالفت شروع کی۔ اور ہمیشہ آپ کے قتل کے درپے رہتے۔ بزرگ صاحب نے اپنا گھر بار اور سب تعلقات چھوڑ کر آپ کی صحبت میں رہنا اختیار کر لیا۔ کابل اور مختلف مقامات کے سفر میں بھی ساتھ رہے افغانستان کے بڑے بڑے افسروں سے آپ کی واقفیت ہو گئی تھی۔ سردار عبد القدوس خان اعتماد الدولہ۔ محمد حسین خان مستوفی الممالک۔ مرزا عبد الاحد خان آپ سے خوب واقف تھے۔

آپ اپنے احمدی ہونے کے متعلق یوں بیان کرتے۔ کہ حضرت شہید مرحوم اس وقت جبکہ ابھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ ہم تک نہیں پہنچا تھا قرآن و حدیث کا درس دیتے وقت ہمیشہ بیان فرماتے۔ کہ یہی زمانہ مہدی کے آنے کا ہے۔ کیونکہ علامات سب پوری ہو چکی ہیں۔ تعجب ہے۔ کہ مہدی کے ظہور کی اب تک ہم کو کوئی خبر نہیں۔ پھر جس وقت آپ سرحد کورم پر گورنر صاحب خوست کے ہمراہ تصفیہ حدود کیلئے تشریف لے گئے۔ تو اس وقت آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب آئینہ کمالات اسلام پہنچی آپ نے اس کی تصدیق کی اور لوگوں کو سمجھانا شروع کیا۔ گورنر صاحب اور ان کے عملہ کو بھی تبلیغ کی (بزرگ صاحب کہتے گورنر صاحب موصوف نیک آدمی اور آپ کے نہایت معتقد تھے۔ انہوں نے انکار نہیں کیا تھا بلکہ غالباً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کو قبول کیا تھا۔) آپ نے اپنے چند مخلص دوستوں کو جو اس وقت حاضر تھے جمع کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب پڑھ کر آپ کے دعویٰ کی خبر دی۔ سب نے بلا انکار مان لیا۔ بزرگ صاحب نے اس وقت آپ سے کچھ سوالات کئے اسی بناء پر آپ کے چھوٹے بھائی حضرت محمد میر صاحب مرحوم کبھی دل لگی کے طور پر آپ پر طنز کیا کرتے تھے۔ بزرگ صاحب جواب میں فرماتے۔ میں نے انکار کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ مزید اطمینان حاصل کرنے کے لئے کچھ باتیں پوچھی تھیں۔

والد صاحب نے قادیان آنے سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بیعت کا خط بھیج دیا تھا اور کئی دفعہ حضور میں خطوط اور آدمی بھیجتے رہتے۔ بزرگ صاحب بھی ایک دفعہ قادیان آکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں چند دن رہے۔ جب والد صاحب قادیان تشریف لائے تو آپ کے ہمراہ عبد الجلیل صاحب اور بزرگ صاحب اور چند اور آدمی تھے سب نے بیعت کر لی۔ اور کچھ مدت قادیان میں رہ کر واپس چلے گئے بزرگ صاحب فرماتے شہید صاحب مرحوم کی قادیان آنے سے پیشتر ہی یہ خواہش تھی۔ کہ افغانستان سے اہل و عیال ہجرت کر کے قادیان آ جائیں اور اس کے مختلف طریقے سوچتے رہے۔ مگر آپ کا شہید ہونا ہی مقدر تھا۔ جب آپ شہید ہو گئے تو بزرگ صاحب قادیان ہجرت کر کے آ گئے اور اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت مبارکہ میں ہی رہے حضور کے ساتھ بعض سفر بھی کئے۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو عشق اور محبت تھی وہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ جس وقت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کے اسرار بیان کرنے لگتے تو آپ میں جذبۂ شوق کی ایسی حالت پیدا ہو جاتی۔ جو حاضرین کو متاثر کئے بغیر نہ رہتی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی آپ پر نظر شفقت تھی۔ آپ فرماتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کے لئے یورپ سے کسی نے تحفہ بھیجا۔ آپ نے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ میں اس وقت حاضر نہ تھا۔ آپ نے میرے لئے دوگنا حصہ رکھ دیا جب حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دیدیا میں ان دنوں بیمار تھا بدن میں درد اور کھانسی کی سخت شکایت تھی۔ حلوا کھانے کے بعد میری شکایت جاتی رہی اور میں بالکل تندرست ہو گیا۔

آپ حضرت خلیفہ اولؓ اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ وغیرہ بزرگان سلسلہ کے درسوں اور مجلسوں میں بھی شامل ہوتے رہے۔ جب آپ بہت ضعیف ہو گئے۔ تو اپنے حجرہ سے کم باہر تشریف لے جاتے۔ نماز کے لئے مسجد میں یا کبھی کبھی بہشتی مقبرہ میں جانے کے سوا کہیں سیر کو نہ نکلتے۔ کسی دعوت میں بھی شریک ہو جاتے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور حضرت مولوی شیر علی صاحب کو آپ سے خاص تعلق اور محبت تھی۔ اکثر آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے۔

آپ سال بھر بیمار رہے۔ اور سخت بیماری کی حالت میں بھی آپ نماز کے بڑے پابند رہے۔ نوافل بھی کثرت سے پڑھتے تھے۔ مرض کے آخری دنوں میں درود شریف اور یہ دعا اللّٰھم دمر الظّلمین فلہ میرا۔ اللّٰھم مزّقھم کل ممزّق بار بار اور زور سے نماز میں پڑھتے جب آپ کی حالت نازک ہو گئی۔ تو ایک شخص نے آپ سے کہا۔ آپ کے جدا ہونے سے ہمیں بڑی تکلیف ہو گی۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کرے قیامت میں جدا نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت شہید مرحوم سے جدا نہ کرے۔ آخر مورخہ ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو وفات پا کر مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے۔ رضی اللہ عنہ وادخلہ اللہ بعبادہ الصالحین مع عبادہ المقربین۔ آمین۔

خاکسار سید ابو الحسن قدسی

غیر مبائعین کے بعض اعتراضات کے جواب

——از جناب سید عبد المجید صاحب آف منصوری——

فاسق کیوں انہیں کہتے

سید اختر حسین صاحب نے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی تقلید میں یہ بیہودہ اعتراض کرنا بھی ضروری سمجھا کہ "اگر غیر احمدی کافر ہیں تو ان کے لئے نئی نئی اصطلاحیں بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ کیوں نہیں ان کو کھلے الفاظ میں کافر۔ کافر کہکر مخاطب کرتے"

تعجب ہے۔ یہ لوگ اپنے خود ساختہ امیر صاحب سے تو یہ سوال نہیں کرتے۔ کہ جب آپ کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکر فاسق ہیں۔ تو آپ ان کو فاسق۔ فاسق کہکر کیوں مخاطب نہیں کرتے۔ غیر احمدی دا تاؤں کا اس قدر خوف طاری ہے۔ کہ ان کو فاسق کہنے اور لکھنے سے انکی روح فنا ہوتی ہے۔ مگر یہ دعویٰ بھی کیا جاتا ہے۔ کہ ہم کو لومۃ لائم کا خوف نہیں۔ اگر خوف نہیں۔ تو بتاؤ۔ یہ تقیہ بازی کیوں ہے۔ اور یہ کیا بات ہے۔ کہ کتاب النبوۃ فی الاسلام کے پہلے اڈیشن میں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکروں کو آیت استخلاف کے ماتحت فاسق قرار دیا گیا۔ مگر پھر غرض پرستی سے مجبور ہو کر دوسرے اڈیشن میں سے لفظ "فاسق" نکالدیا

افسوس آپ لوگوں کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ مگر دوسروں کا تنکا بھی کھٹک جاتا ہے

ایک سوال

سید صاحب نے اپنے خط میں یہ لکھ کر کہ **ایک شخص جو حضرت مسیح موعود پر پورے طور پر ایمان لایا ہو** ایک سوال کیا تھا جسکا جواب دیتے ہوئے میں نے لکھا تھا کہ "اس جملی عبارت کو یاد رکھنا۔ بوقت ضرورت آپ سے سوال کیا جائیگا" سو وہ سوال کرنے کا وقت اب آ گیا ہے۔ براہ مہربانی آپ بتائیں۔ کہ آپ کی لاہوری جماعت میں وہ کون ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر پورے طور پر ایمان لایا ہے۔ آپ کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ آپ کے حضرت امیر اور دیگر ارکان جماعت میں بھی کوئی ایسا نہیں۔ جو ہمارے سامنے یہ دعوے کر سکے۔ کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر پورے طور پر ایمان رکھتا ہوں۔ یاد رکھو پورے طور پر ایمان لانے کے یہ معنی ہیں۔ کہ جسقدر حضرت مرزا صاحب کے دعوے ہیں۔ ان سب پر ایمان لائے۔ ان دعووں کی تفصیل یہ ہے۔ مجدد اعظم۔ محدث۔ امام الزمان۔ خاتم الخلفاء۔ مسیح موعود۔ مہدی معہود۔ حکم۔ عدل۔ نبی۔ رسول۔ یہ دعوے ہیں۔ جن پر ایمان لانا ضروری ہے۔ مگر ایمان سے کہو۔ آپ لوگوں کا کتنے دعووں پر ایمان ہے۔ اور کس کس دعوے کے ماننے سے انکار ہے۔ اگرچہ اپنی اپنی جگہ یہ تمام دعوے نہایت ہی اہم ہیں۔ مگر ان سب میں زیادہ اہمیت رکھنے والا "حکم" کا دعوے ہے۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جس قدر حضرت اقدس کے فیصلہ جات ہیں وہ سب انشراح صدر کے ساتھ تسلیم کرنا احمدیوں کا فرض ہے۔ اگر کسی شخص کو کوئی فیصلہ قرآن و حدیث کے خلاف نظر آئے۔ تو اس کو اپنی سمجھ اور نظر کا قصور تسلیم کرنا پڑے گا۔ کیونکہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک شخص حکم بن کر آئے۔ اور پھر اس کے فیصلے غلط ہوں۔ یاد رکھو حکم اپنے فیصلہ میں غلطی نہیں کر سکتا کیونکہ وہ براہ راست خدا تعالیٰ سے علم پا کر فیصلہ کرتا ہے۔ دیگر جب وہ حکم ہونے کے علاوہ "عدل" بھی ہے۔ یعنی جسقدر اس کے فیصلے ہوں گے۔ وہ عدل و انصاف پر مبنی ہوں گے۔ اور قرآن و حدیث کے ہرگز ہرگز خلاف نہ ہوں گے۔ پس اگر کوئی فیصلہ اپنے علم و فہم کے خلاف معلوم ہو۔ تو انشراح صدر کے ساتھ ہر ایک احمدی کو صحیح ماننا پڑے گا۔ اور جو شخص اپنے علم و فہم کے گھمنڈ پر انکار کریگا وہ اپنی عاقبت کو برباد کریگا اللھم لا تجعلنا منھم

حکم کے فیصلوں کا انکار

اب ہم دیکھتے ہیں۔ غیر مبائعین حکم و عدل کی فیصلوں کو کس طرح پائے استحقار سے ٹھکراتے چلے جاتے ہیں۔ اور ایسا کرتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے مثال کے طور پر چند ایک باتیں لکھتا ہوں جن سے آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ بے شک ان لوگوں نے حضرت اقدس کو حکم ماننے سے انکار کر دیا ہے۔

ع۱ نبوت و رسالت کے متعلق فیصلہ حضور نے خود کر دیا تھا۔ کہ میں نبی ہوں۔ رسول ہوں۔ اور میرے منکروں کی وہی پوزیشن ہے جو انبیائے سابقین کے منکروں کی ہے۔ اس فیصلہ کو حضرت اقدس کی زندگی میں سب لوگ مان چکے۔ جنہیں خود یہ لوگ بھی شامل تھے مگر اب صاف انکار ہے۔

ع۲ اس نبوت و رسالت کے متعلق جو حضرت عائشہ صدیقہ کا قول تھا۔ کہ قولوا انہ خاتم النبیین و لا تقولوا لا نبی بعدہٗ یعنی یہ تو کہو۔ کہ آنحضرت خاتم النبیین ہیں۔ مگر یہ نہ کہو۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس کی نہ صرف حضرت حکم نے تصدیق کی۔ بلکہ اپنے دعویٰ نبوت کی تائید میں پیش بھی کرتے رہے۔ مگر غرض پرستوں نے صاف کہدیا۔ کہ اس قول کو دیوار پر مارو۔ ہم یہ نہیں مانتے کیونکہ یہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ حالانکہ اس قول پر اولین و آخرین کا اجماع ہو چکا تھا کیا ان لوگوں کی اس لاف و گزاف سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ کہ قرآن شریف کو معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ نہ تو حضرت رسول مقبول صلعم نے سمجھا۔ کیونکہ اگر آپ سمجھتے۔ تو اپنے فرزند کی وفات پر یہ ہرگز نہ فرماتے کہ "اگر یہ زندہ رہتا۔ تو نبی ہوتا" اور حضرت عیسیٰ نبی اللہ کے آنے کی پیشگوئی بھی نہ فرماتے۔ اسی طرح صحابہ کرام کی جماعت نے بھی قرآن پاک کو نہ سمجھا۔ کیونکہ اگر وہ سمجھتے۔ تو حضرت عائشہ کے قول کی تصدیق نہ کرتے۔ پھر اس مرد خدا نے بھی نہ سمجھا جسپر اس زمانہ میں قرآن کریم دوبارہ نازل ہوا۔ کیونکہ اگر وہ سمجھتا۔ تو اس قول کی تصدیق نہ کرتا۔ اور نہ ہی اسے دعویٰ نبوت کی تائید میں پیش کرتا۔ بلکہ نبوت کا دعویٰ ہی نہ کرتا پھر حضرت خلیفۃ المسیح اول اور دیگر تمام صحابہ مسیح موعود نے بھی نہ سمجھا اگر سمجھتے۔ تو حضرت مسیح موعود کی نبوت کو ہرگز تسلیم نہ کرتے حتیٰ کہ منکرین نبوت نے بھی نہ سمجھا۔ کیونکہ اگر سمجھتے۔ تو ہرگز ہرگز حضرت مسیح موعود کی نبوت و رسالت کا ایک لمبے عرصہ تک قائل نہ رہتے۔ ہاں صحیح طور پر سمجھا۔ تو جناب مولانا محمد علی صاحب اور ان کے چند رفقاء نے اور وہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات کے بعد اس وقت انہیں معلوم ہوا۔ کہ حضرت عائشہ کا قول قرآن و حدیث کے خلاف ہے انا للہ و انا الیہ راجعون

ع۳ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے متعلق حضرت حکم علیہ السلام کا فیصلہ ہے۔ کہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ نجات کے لئے یا دائرہ اسلام میں رہنے کے لئے صرف لا الٰہ الا اللہ ہی کہدینا کافی ہے۔ جو شخص اللہ کو مان کر رسول کو نہیں مانتا۔ وہ کافر ہے (دیکھو حقیقۃ الوحی ص۱۶۸، ص۱۶۹)

مگر جناب مولوی محمد علی صاحب اس فیصلہ کے خلاف اپنے ٹریکٹ کفر و اسلام میں زید و بکر کی آڑ لے کر جن کی نسبت چند روز پیشتر فرما چکے تھے۔ کہ ان کے قول کی سند نہیں تحریر فرماتے ہیں جس نے ایک دفعہ دل سے لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر لیا۔ تو وہ مومن ہو جاتا ہے۔ چاہے پھر اس سے شرک و کفر یا ظلم سرزد ہو۔

ع۴ ولادت مسیح کے متعلق حضرت حکم کا از روئے قرآن کریم فیصلہ ہے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ جبتک مولوی محمد علی صاحب حضرت اقدس کی صحبت میں رہے۔ اس فیصلہ کی تائید اسی طرح کرتے رہے جسطرح نبوت و رسالت کی کرتے تھے۔ چنانچہ ولادت مسیح کے متعلق ریویو آف ریلیجنز ۱۹۰۲ء میں خود ان کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین موجود ہیں۔ مگر قادیان سے نکلتے جسطرح نبوت و رسالت کا انکار کیا اسی طرح ولادت مسیح کے متعلق بھی اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا۔ چنانچہ اب لوگ کہتے ہیں۔ کہ ولادت مسیح بغیر باپ کے ماننا بڑی نادانی اور جہالت کی بات ہے۔ اور یہ عقیدہ قرآن کریم کے خلاف ہے۔ اس سے بھی یہی نتیجہ نکلا۔ کہ معاذ اللہ حضرت حکم نے قرآن پاک کو نہیں سمجھا بلکہ صحیح طور پر صرف انہی لوگوں نے سمجھا۔ استغفر اللہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ

ع۵ حضرت مسیح موعود نے منشاء الٰہی کے ماتحت بہشتی مقبرہ کی بنیاد ڈالی۔ اور کیوں ڈالی۔ اس کے لئے پڑھو الوصیت حضرت اقدس نے الوصیت میں فرمایا ہے "بے شک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گزریگا۔ اور اس سے انکی پردہ دری ہوگی۔ اور بعد موت وہ مرد ہوں۔ یا عورت اس قبرستان میں ہرگز دفن نہ ہو سکیں گے فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا" غیر مبائعین نے حکم کی بات پر ایمان لا کر بہشتی مقبرہ کے لئے اپنی اپنی وصیتیں کر دیں۔ مگر بعد میں بوقت خروج از قادیان اپنی غرض پرستیوں کے ماتحت قریباً سب نے اپنی وصیتوں کو بھی منسوخ کر دیا۔ ہمیں اس سے بحث نہیں۔ کہ کیوں

143

حیرت انگیز رعایت میں چار ماہ کا اضافہ

آزمائش کا مزید موقعہ

ہم نے جو اپنی مفید ترین ادویات کی شہرت کے لئے ان کی قیمتوں میں ۸ آنے فی روپیہ کی غیر معمولی رعایت نومبر ۱۹۳۲ء تک کے لئے رکھی تھی اس کو جلسہ سالانہ اور ماہ رمضان کی آمد کی خوشی میں یکم مارچ ۱۹۳۳ء تک کے لئے اور مدت بڑھا دی ہے۔ امید ہے۔ کہ احباب اس موقعہ کو غنیمت جان کر ان ادویات کا تجربہ کریں گے۔

کناری روش امراض مخصوصہ میں بیحد فائدہ مند ہے۔ کمزوری اعصاب میں جادو اثر صالح خون پیدا کرنے میں بےنظیر۔ چہرے کی رنگت کو گلاب کی طرح شگفتہ کرنیوالی۔ مستورات کے ایام کی بےقاعدگی درد کمی بیشی بے وقتی۔ اور دیگر عوارض کو دور کرنے میں نہایت مجرب ہے۔ مرض اٹھرا (اسقاط) میں لاثانی قیمت فی شیشی ۴۸ گولی دو روپیہ۔ رعایتی قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ میر فضل الرحمن صاحب نعمت الٰہی درویش منزل گلباغ ٹیکری حیدر آباد دکن تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپ کی ادویہ عجیب چیز ہیں۔ خصوصاً معمر بوڑھوں کے لئے جن کا نظام عصبی بگڑا ہوا ہو۔ ہر قسم کی خرابی پیدا ہو گئی ہو۔ آپ کی دوا کے استعمال سے خدا کے فضل سے قوت معلوم دیتی ہے چلنے پھرنے میں تکان نہیں۔ معدہ درست ہاضمہ بہتر۔ اجابت صاف مگر ابھی موٹا نہیں ہوا۔ سب سے بہتر و مفید کناری روش ہے پہلے خدا کا شکر بعد آپ کا شکریہ ہے۔ اگر آپ حکم دیں۔ تو تین شیشی کے خاتمہ پر مزید بھی استعمال کروں۔ قوت اچھی پیدا ہو گئی ہے۔

سُرمہ نورانی امراض چشم میں بیحد مفید خصوصاً گگروں کو جڑ سے اکھیڑتا ہے نظر کو تیز کرتا ہے۔ بہت لوگوں نے اس کو استعمال کر کے عینکوں کو خیرباد کہدیا ہے۔ اصلی قیمت دو روپے رعایتی قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ مکرمی خلیفہ صلاح الدین احمد صدیقی یو۔ ایچ۔ بی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپ کا سرمہ نورانی ہفتہ عشرہ سے استعمال کر رہا ہوں۔ میری آنکھوں میں عرصہ چھ سال سے نہایت تکلیف دہ گگرے تھے۔ میں سات اپریشن (عمل جراحی) کرا چکا ہوں۔ ایک دفعہ بجلی سے جلوایا تھا۔ لیکن تکلیف بدستور رہی بلکہ میری آنکھوں کی عالت ناگفتہ بہ ہو گئی تھی آپ کے سرمہ نورانی نے مجھے دوبارہ نور بخشا واقعی اس جیسا سرمہ ملنا ناممکن ہے کیونکہ اس لمبی بیماری میں بیسیوں سرمے میں نے استعمال کئے ہیں۔ کسی سے بھی فائدہ نہیں ہوا۔ میں تازیست آپ کا اور آپ کے سرمہ کا ممنون احسان رہوں گا۔

عطریات:۔ ہمارے کارخانہ کے تیار کردہ عطریات اپنی خوشگوار خوشبو میں بےنظیر ہیں۔ روپیہ تولہ سے دس روپیہ تولہ تک سب چیزوں کا محصولڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

مینیجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان پنجاب

رجسٹرڈ — **پیلی بھیت کیوں مشہور ہے** — رجسٹرڈ

اس لئے کہ وہاں سے بلب اینڈ سنز پیلی بھیت کی مشہور دوا بہراپن کی "قدرتی کرامات" دنیا میں پہنچتی ہے ہزار ہا ڈاکٹر اور انگریز جس کی قدر کرتے ہیں۔

بلب اینڈ سنز پیلی بھیت کا ایجاد کردہ روغن کرامات

نیست بہراپن

کان بہنے اور طرح طرح کی آوازیں ہونے اور کان کی ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی بیماری کی ایک خاص مفت دوا ہے۔ قیمت فی شیشی عہ جن صاحبان کو اعتبار نہ ہو۔ وہ خود یہاں آکر علاج کرا سکتے ہیں دھوکے دینے والے مکار ٹھگوں اور جعل سازوں سے بچنا آپ کا فرض ہے۔

ہمارا پتہ یہ ہے:۔ **کان کی دوا بلب اینڈ سنز پیلی بھیت یو۔ پی**

ایک بہترین موقع کی سکنی اراضی

قادیان کی نئی آبادی کے ایک بہترین حصہ میں اسوقت زیر فروخت ہے

قیمت بالاقساط بھی ادا کیجا سکتی ہے

اور نقد یکمشت قیمت ادا کرنیوالے خریداروں کیلئے

یکم جنوری ۱۹۳۳ء تک ۲۰ فیصدی رعایت رکھی گئی ہے

یہ زمین ایک مربع کی شکل پر محلہ دار العلوم میں گرلز ہائی سکول و کالج اور تعلیم الاسلام ہائی سکول و جامعہ احمدیہ کے درمیان محلہ دار الرحمت کے مشرق میں بڑی سڑک پر واقع ہے۔ ہر چار کنال کے ٹکڑے کے چاروں طرف پندرہ، پندرہ اور دس دس فٹ کے راستے رکھے گئے ہیں نرخ برلب سڑک ۔/۔عمہ اور اندرون محلہ ۔/۔عہ فی مرلہ مقرر ہے۔ اور نقد یکمشت قیمت کی ادائیگی کی صورت میں یکم جنوری ۱۹۳۳ء تک رعایتی شرح علی الترتیب ۔/۔۱۶ اور ۔/۔عہ فی مرلہ ہو گی۔ چونکہ یہ قطعات آبادی کے اندر ایک بہترین موقعہ پر ہونیکے علاوہ اس وقت ایک خاص ضرورت کی بناء پر بالکل ارزاں نرخ پر فروخت کئے جا رہے ہیں۔ اس لئے خواہشمند احباب جلد سے جلد اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ ورنہ پھر ایسا موقعہ میسر آنا مشکل ہے۔

ان قطعات کے علاوہ اس وقت قادیان کی نئی آبادی کے دوسرے محلوں دار الفضل دار الرحمت اور دار البرکات میں بھی بعض اچھے اچھے موقع کے پرائیویٹ قطعات قابل فروخت موجود ہیں نیز ریلوے روڈ پر ایک بہترین قطعہ اس وقت زیر فروخت ہے۔

جن کی تفصیل اور قیمتیں بالمشافہ یا خط و کتابت کے ذریعہ دریافت کی جا سکتی ہیں۔

المشتہر

خاکسار:۔ **محمد احمد مولوی فاضل (ایڈیٹر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب) قادیان**

وصیت نمبر ۴۴۵

مستری حاکم دین ولد میراں قوم لوہار پیشہ لوہار ملازمت ساکن لائل پور شہر تحصیل و ضلع لائل پور۔ عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۵ء۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ایک مکان واقع محلہ اسلام پورہ لائلپور شہر معروف بہ دھوبی گھاٹ میں ہے۔ جس کی موجودہ قیمت ستر و سو روپیہ نصف جس کے ساڑھے آٹھ سو روپے ہوتے ہیں۔ اور نقد روپیہ اس وقت چھ صد روپیہ نصف جس کے تین صد روپے ہوتے ہیں۔ میرے پاس ہیں۔ میری کل جائداد کی قیمت دو ہزار تین سو روپیہ ہے۔ نصف جس کا گیارہ سو پچاس روپے ہوتے ہیں۔ میکی میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہواری آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت پچیس روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت فوتیدگی ثابت ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ فقط بتاریخ یکم مارچ ۱۹۳۲ء۔ العبد:۔ مستری حاکم الدین گورنمنٹ ورکشاپ زراعتی کالج لائلپور۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

تیسری گول میز کانفرنس کے ہندوستانی مندوبین کا قافلہ جس میں چوہدری ظفر اللہ خان۔ سر اکبر حیدری۔ سر تیج بہادر سپرو۔ مسٹر جیکار۔ سر کاؤس جی جہانگیر۔ مسٹر کیلکار۔ ڈاکٹر شفاعت احمد خان راجہ آف سریلہ اور سردار تارا سنگھ شامل ہیں۔ ۱۲ نومبر لنڈن پہنچ گیا۔ وکٹوریہ سٹیشن کا پلیٹ فارم لوگوں سے اٹا پڑا تھا اور نمایندگان کا خیر مقدم کرنے والوں میں لارڈ سنکے نمایندہ وزیر اعظم سر سیموئل ہور وزیر ہند اور دیگر ارکان بھی شامل تھے۔ کانفرنس کی پہلی میٹنگ ۱۷ نومبر کو منعقد ہوگی۔

ریاست جموں و کشمیر کے دربار نے تخفیف کمیٹی کی سفارشات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے فیصلہ کیا ہے کہ ۵۵ سال سے زیادہ عمر کے جس قدر ملازم ہیں اور جن کا عرصہ ملازمت ۳۰ سال سے زیادہ ہو گیا ہے۔ ان کو ریٹائر کر دیا جائے۔ علاوہ ازیں جس قدر ملازم نااہل اور ناکارہ پائے جائینگے۔ انہیں عمر اور ملازمت کا لحاظ کئے بغیر ہی علیحدہ کر دیا جائیگا۔ کہیں اس بہانہ سے مسلمانوں کی شامت نہ آجائے۔

پنجاب کونسل سے واک آؤٹ کے بعد راجہ نریندر ناتھ نے ہندو مہاسبھا کے نام ایک گشتی مراسلہ جاری کیا ہے جس میں درخواست کی ہے۔ کہ پنجاب کے طول و عرض میں جلسے منعقد کر کے واک آؤٹ کرنے والوں کی تائید اور اس میں شامل ہونے والے ارکان کی مذمت میں قراردادیں منظور کی جائیں۔ نیز کونسل کے صدر سر شہاب الدین کے خلاف بھی احتجاج کی جائے۔

لارڈ ریڈنگ نے "نیوز لیٹر" لنڈن میں ایک مضمون کے دوران میں گاندھی جی سے اپیل کی ہے کہ وہ سول نافرمانی ترک کر دیں نیز لکھا ہے کہ اگر گاندھی جی حکومت کے ساتھ تعاون کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو صورت حال کا بدل جانا یقینی امر ہے۔ آپ نے اس خیال کا بھی اظہار کیا ہے کہ یہ وقت تفصیلی مباحثوں کو بند کرنے اور عملی کام کو جلد منتہائے مقصود تک پہنچانے کا ہے۔

سنکیشور ناتھ شنکر آچاریہ نے ۱۱ نومبر بمبئی میں ایک ملاقات کے دوران میں کہا کہ ذات پات کو اڑانا اور ہندو دھرم کو محفوظ رکھنا یہ دو متضاد باتیں ہیں۔ جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ گاندھی جی کی دوسرے برت کی دھمکی کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ تو آپ نے کہا گاندھی جی ہمارے دھرم سے بڑھے نہیں اور ہمیں کسی شخص کی دھمکی سے ڈر کر دھرم کا راستہ چھوڑنا نہیں چاہیئے۔ لاکھوں ایسے سناتنی ہیں جو گاندھی جی کے خیالات کے خلاف ہیں اور اپنے خیالات پر قائم رہنے کیلئے وہ اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار ہیں۔

حکومت بہار و اڑیسہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ۱۴ نومبر کے بعد پٹنہ میونسپلٹی کو مزید دو سال کے لئے بدستور معطل رکھا جائے بلدیہ کا انتظام ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پٹنہ کریں گے۔

آل انڈیا ورن آشرم سوراجیہ سنگھ بیرکٹو نے ایک طویل میموریل حکومت ہند کے پاس روانہ کیا ہے جس میں مندر میں اچھوتوں کے داخلہ کے خلاف حفاظت کا مطالبہ کیا گیا ہے میموریل میں مذکور ہے کہ مندر میں اچھوتوں کا داخلہ شاستر۔ دھرم عمل اور روایات کے خلاف ہے۔

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کو نواب سر نظامت جنگ بہادر نے ایک ہزار روپیہ اور نواب میر مسعود عالم خان صاحب نے دوسو روپیہ سالانہ مرحمت فرمایا ہے۔

مسٹر ایس ایم پاٹیکل ممبر آف سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی نے جو سناتنی ہیں۔ مندروں میں اچھوتوں کے داخلہ کے متعلق گاندھی جی کے برت کو جابرانہ قرار دیا ہے اور اس کے خلاف پروٹسٹ کے طور پر انہوں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ میں بھی ان کے مقابلہ میں برت رکھونگا۔ آپ نے گاندھی جی کو لکھا ہے کہ اگر آپ قدامت پسند ہندوؤں پر بے ضابطہ طور پر اخلاقی دباؤ ڈالنے کے لئے اپنے متعدد ساتھیوں کے ساتھ جابرانہ برت رکھیں گے۔ تو میں بھی سناتن دھرمی ہندوؤں کے حقوق کی حفاظت کی خاطر آپ کے مقابلہ میں برت رکھونگا۔

بمبئی ہائیکورٹ کے چیف جسٹس نے ۱۱ نومبر مندر ناسک کی ستیہ آگرہ کمیٹی کے سکرٹری کی درخواست کو جو انہوں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے فیصلہ کے خلاف دی تھی نامنظور کر دی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے فیصلہ دیا تھا۔ کہ سناتن دھرمی ہندوؤں کی مخالفت کی وجہ سے اچھوتوں کو پوتر تالابوں پر چڑھنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

الہ آباد مصالحت کانفرنس کے متعلق ہندو اخبارات کا بیان ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی ہے۔ پنجاب اور بنگال کے مسائل طے کرنے کے بعد بعض شرائط اور تحفظات کے ساتھ سندھ کی علیحدگی بھی تسلیم کر لی گئی ہے۔

مہاراجہ کشمیر نے اعلان کیا ہے کہ کسی قسم کا ہیرا یا جواہرات لائسنس کے بغیر اپنے پاس رکھنا جرم متصور ہوگا۔

پٹنہ یونیورسٹی کی سینٹ میں خواتین کو بھی نشست دی گئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نشست کے لئے دو خواتین امیدوار ہیں۔ انتخاب کی تاریخ ۳۰ نومبر ہے۔

اسمبلی کے اجلاس منعقدہ ۱۴ نومبر میں گورنمنٹ نے پھر اعلان کیا ہے کہ گاندھی جی کو پولیٹیکل معاملات میں حصہ لینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی اور نہ ہی کوئی ان سے پولیٹیکل معاملات پر ملاقات کر سکتا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد اتحاد کانفرنس سے فارغ ہو کر اس کے حق میں پراپیگنڈا کرنے کے لئے پنجاب آرہے ہیں۔ احرار یوں نے ان کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا ہے۔

دریائے جمنا کے کنارے دہلی میں ۱۴ نومبر ایک بم پھٹ گیا۔ جس سے ایک مسلمان سخت زخمی ہوا۔ پولیس واقعات کا سراغ لگا رہی ہے۔

ناگپور کے ایک قریبی گاؤں میں ۱۲ نومبر کو اچھوتوں نے بڑی ذات کے ہندوؤں کا پانی بھرنے سے انکار کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فریقین میں فساد ہو گیا۔ جس میں ہندوؤں نے اچھوتوں کو جوتوں سے پیٹا۔ اب وہاں کے ہندوؤں نے اچھوتوں کا بائیکاٹ کر دیا ہے۔

بوگرا (بنگال) کے سب ڈویژنل آفیسر نے اعلان کیا ہے کہ اگر دیہاتیوں نے حکومت سے تعاون نہ کیا اور انقلاب پسندوں کی کسی قسم کی امداد کی۔ تو ان سے ایک ہزار روپیہ بطور تعزیری ٹیکس وصول کیا جائیگا۔

مسٹر ہنری کریک نے پنجاب کونسل میں رائے بہادر چوہدری چھوٹو رام کے ایک سوال کے جواب میں بتایا۔ کہ جدید مقدمہ سازش لاہور کے ماہوار خرچ کی اوسط اپریل تا ستمبر ۱۹۳۲ء ۱۵۰۴۵ روپیہ رہی ہے۔

آنریبل ملک فیروز خاں نون وزیر تعلیم حکومت پنجاب نے ۱۴ نومبر پنجاب کونسل میں بیان کیا۔ کہ پنجاب کونسل کی ممبری کے لئے تعلیم کے لحاظ سے کوئی پابندیاں نہیں۔

لیجسلیٹو اسمبلی میں ۱۴ نومبر ہوم ممبر نے تحریک پیش کی کہ بنگال کے انسداد دہشت انگیزی ایکٹ کا ضمنی بل پاس کیا جائے۔ بل کے مقاصد اور وجوہات کی تشریح کرتے ہوئے ہوم ممبر نے بتایا۔ کہ بنگال کونسل نے انسداد دہشت انگیزی کا ایکٹ پاس کیا ہے چونکہ بنگال گورنمنٹ ایسا قانون پاس کرنے کا اختیار نہیں رکھتی۔ جو کلکتہ ہائی کورٹ کے اختیارات پر اثر انداز ہو۔ اس لئے ضروری ہے کہ مرکزی کونسل اسے پاس کرے۔ تاکہ بعض مقدمات میں ہائی کورٹ کو اپیل کی سماعت کا حق دیا جائے اور بعض میں اسے مداخلت سے مستثنیٰ رکھا جائے چنانچہ دفعہ ۵ کے رو سے ہائی کورٹ کو مداخلت کا اختیار نہ ہوگا تاکہ سنگین جرائم کی فوری سماعت کا مدعا فوت نہ ہو جائے۔ ہوم ممبر کی تقریر کے بعد مسٹر سری جگہہ گوڑ نے پوائنٹ آف آرڈر کے ماتحت اس دفعہ کو خلاف آئین قرار دیا۔ صاحب صدر نے اس اعتراض کو درست تسلیم کرتے ہوئے گورنمنٹ سے کہا کہ وہ دفعہ ۵ کے الفاظ کو تبدیل کر کے پھر اسے ہاؤس